میری سوانحِ حیات

MY LIFE STORY

ہم اپنے سروں کو ایک لمحہ کیلئے دُعا میں جھکائیں۔

ہمارے رحیم آسمانی باپ، اور ہمارے خداوند منجی، یہ درحقیقت ایک اعزاز ہے کہ ہم تیرے پاس پہنچ سکے ہیں۔ جب ہم نے اِس پُر جوش گیت، تو کتنا عظیم ہے کو سُنا ہے، تو ہم جوش سے بھر گئے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو عظیم ہے۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ تیری عظمت، آج سہ پہر، جب ہم بولیں تو نئے طور سے ہم میں ظاہر ہو۔

بہت برسوں میں یہ پہلی بار، میری قسمت میں آیا ہے، کہ اپنی زندگی کے ماضی میں جھانک سکوں، خداوند اور– اور میں دُعا کرتا ہوں، کہ تو اِس گھڑی، مجھے قوت اور جس چیز کی بھی ضرورت ہو دے۔

اور میری زندگی کی بہت سی کوتاہیاں دوسروں کیلئے سیڑھی کے پائدان ثابت ہوں، تاکہ وہ تیرے قریب ہو جائیں۔ خداوند، یہ بخش دے۔ بخش دے کہ گنہگار وقت کی ریت پر قدموں کے نشان دیکھ سکیں، اور وہ تیری طرف رجوع لائیں۔ ہم یہ سب کچھ خداوند یسُوع کے نام میں مانگتے ہیں۔

آمین۔

آپ تشریف رکھیں۔

(2) [بھائی گلور کہتے ہیں، ’’کیا ابتداء کرنے سے پہلے ان رومالوں پر دعا کرسکتے ہیں؟‘‘ –ایڈیٹر۔] مجھے خوشی ہوگی۔ [’’یہ اور وہ رومال دُعا کیلئے پڑے ہیں۔‘‘] ٹھیک ہے، جناب، شکریہ۔

اِس بزرگ مقدس انسان، بھائی گلور کو، میں چند سالوں سے جانتا ہوں، گذشتہ رات مجھے اِن کیساتھ قیام کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اُنھوں نے مجھے بتایا کہ...... وہ کچھ عرصہ، آرام کرتے رہے ہیں۔ اور اب، پچھتر برس کی عمر میں، دوبارہ خداوند کی خدمت میں واپس مڑ رہے ہیں۔ یہ بات سننے کے بعد میری تھکاوٹ پہلے کی نسبت آدھی رہ گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ میں تھک گیا تھا۔ لیکن اب مجھے– مجھے یقین ہے کہ میں تھکا نہیں ہوں۔ یہاں اُنہوں نے لفافوں، میں– میں رومال بند کر کے دُعا کیلئے میرے آگے رکھے ہیں، اور اِسی طرح آگے، جہاں وہ اندر ہیں اور پہلے ہی پیچھے پڑے ہیں۔

(3) اب، جولوگ ریڈیو کے ذریعے سُن رہے ہیں، یا یہاں موجود ہیں، اور اگر وہ اِن دُعا والے رومالوں میں سے ایک چاہتے ہیں، اور آپ ......تو اینجلس ٹیمپل والے، ہر وقت لوگوں کو بھیجتے رہتے ہیں۔آپ اینجلس ٹیمپل والوں کو لکھ سکتے ہیں اور وہ اِس پر دُعا کریں گے، کیونکہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کلام کی بات ہے۔ یہ خدا کا ایک وعدہ ہے۔

(4) اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کیلئے اِن پر دُعا کروں، اسلیئے ، مجھے ایسا کر کے خوشی ہوگی۔آپ مجھے پوسٹ آفس بکس نمبر 5-2-3 ، 325، جیفرسن ویل کے پتے پر خط لکھ دیں، اسطرح بھی لکھ سکتے ہیں J-e-f-f-e-r-s-o-n-v-i ، یا دو دفعہ ایل لکھ کر، ای لکھ دیں۔جیفرسن ویل، انڈیانا۔ یا اگر آپ پوسٹ بکس یاد نہ رکھ سکیں، تو صرف یہ لکھ دیں ''جیفرسن ویل۔'' یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، جسکی آبادی تقریباً پینتیس ہزار ہے۔ ہر کوئی مجھے یہاں جانتا ہے۔اور کسی رومال پر دُعا کر کے آپ کو بھیج کر ہمیں خوشی ہوگی۔

(5) اور، اب، ہمیں اِس میدان میں بہت کامیابی بھی حاصل ہوئی، کیونکہ......آپ کو اِس کے ساتھ ایک چھوٹا سا فارم نما خط بھی ملے گا، کہ پوری دُنیا میں لوگ ہر صبح نو بجے، اور بارہ بجے اور تین بجے دُعا کرتے ہیں۔اور آپ پوری دُنیا کا حساب کر کے، تصور کر سکتے ہیں، کہ اُن لوگوں کو رات کے کون سے پہر اُٹھ کر دُعا کرنی پڑتی ہوگی۔ اِسطرح یہ لاکھوں، بلکہ کروڑوں انسان، ایک ہی وقت میں اِس خدمت کیلئے، اور آپ کی بیماری کیلئے خدا سے دُعا کر رہے ہوتے ہیں، تو خدا اُنہیں رد نہیں کر سکتا۔

اور اب اِسطرح ہم، جیسا کہ میں کہا کرتا ہوں، ہمارے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے، ہم ایک سکے کے برابر بھی دولت کا انتظار نہیں کر رہے۔ ہم صرف......اگر ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں، تو ہم یہاں اِسی کام کیلئے ہیں۔اور آئیں ہم......کوئی اور شخص رومالوں کا ایک اور ڈھیر لا رہا ہے۔

(6) اب، اگر آپکے پاس رومال نہ ہو جو آپ بھیجنا چاہتے تھے، ٹھیک ہے، تو پھر آپ کسی طرح، ہمیں ضرور لکھیں۔اب اگر آپ کو اِس وقت اِسکی ضرورت نہ ہو، تو اِسے اعمال کی کتاب، 19 باب میں، بائبل کے اندر رکھ دیں۔ یہ آپ کو ایک چھوٹے سے سفید ربن کی شکل میں بھیجا جائیگا، اور ساتھ ہدایات ہونگی کہ آپ کو پہلے کیونکر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا چاہیے۔اور (شکریہ) اور اپنے گناہوں کا اقرار کیسے کرنا ہوگا۔آپکو خدا سے کبھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جب تک آپ خدا کے ساتھ دُرست نہ ہوں۔ سمجھے؟ اور پھر اِس میں ہدایات لکھی ہوئی ہیں کہ آپ اپنے ہمسایوں، اور

خادم کو بلائیں ۔اگر آپکے دل میں کسی کے خلاف کوئی بات ہے،تو پہلے جا کر اُسے درست کریں، پھر واپس آئیں ۔اور پھر دُعا کریں اور اپنے گھر میں عبادت کروائیں ،اور اِس رومال کو اپنے اندرونی لباس کیساتھ منسلک کریں، اور پھر خدا پر ایمان رکھیں ۔اور عین اُنہی تین گھنٹوں کے دوران، روزانہ، پوری دُنیامیں لوگ دُعا کر رہے ہونگے، یہ دُعا کی ایک عالم گیر زنجیر ہے۔

(7) اور اب یہ رومال آپ کو، بالکل مفت، بھیجے جاتے ہیں۔اور-اور، اب، اِس کے بعد ہم آپ سے کچھ تقاضا کرنے یا اپنا آئندہ پروگرام بتانے کیلئے دوبارہ نہیں لکھیں گے۔ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں، مگر ہمارے پاس آپ کیلئے کوئی-کوئی پروگرام نہیں ہے۔سمجھے؟ اِس طرح آپ...... یہ آپ کا پتہ حاصل کرنے کیلئے نہیں ہے، یہ محض ایک قیام کی جگہ اور خداوند کی خدمت ہے، جسے ہم جاری رکھنے کی کوشش میں ہیں۔

(8) آیئے اب اپنے سروں کو جھکائیں۔اور اگر آپ کسی جگہ ریڈیو کے ذریعے سُن رہے ہیں، اور آپ کے پاس رومال پڑے ہیں، تو جب ہم دُعا کرتے ہیں تو آپ خود اپنا ہاتھ رومال پر رکھیں۔

(9) مہربان خداوند، ہم اِن چھوٹے پارسلوں کو تیرے پاس لاتے ہیں، شاید اِن میں کسی بچے کی چھوٹی واسکٹ ہو، یا-یا چھوٹی سی قمیض ہو، یا چھوٹا جوتوں کا جوڑا ہو، یا-یا چھوٹی اور چیز ہو، یا شاید کوئی رومال ہو، جو کسی بیمار یا مصیبت زدہ کے پاس جا رہا ہو۔خداوند، یہ جو ہم کر رہے ہیں یہ تیرے کلام کے مطابق ہے۔کیونکہ ہم اعمال کی کتاب میں، پڑھتے ہیں، کہ لوگ تیرے بندہ، پولوس کے بدن سے، رومال اور پٹکے چھوا کر لے جاتے تھے، کیونکہ اُن کا ایمان تھا کہ تیرا رُوح اُس آدمی پر تھا۔اور جن پر وہ رومال ڈالے جاتے تھے اُن میں سے بدروحیں نکل جاتی، اور کمزوریاں اور بیماریاں اُنہیں چھوڑ جاتی تھیں، اسلیئے کہ وہ ایمان رکھتے تھے۔اور خداوند، ہم محسوس کرتے ہیں، کہ ہم مقدس پولوس رسول نہیں ہیں، لیکن ہم جانتے ہیں کہ تو اب بھی وہی یسُوع ہے۔اور دُعا کرتے ہیں کہ تو اِن لوگوں کے ایمان کو عزت بخشے گا۔

(10) کہا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل، خدا کی فرمانبرداری کرنے کی کوشش کر رہے تھے، تو ایک بار وہ پھنس گئے، اُن کے آگے سمندر تھا، ایک طرف پہاڑ تھے، اور فرعون کی فوج اُن کی طرف بڑھ رہی تھی۔اور کسی نے کہا،" کہ خدا نے آگ کے ستون میں سے، غضب ناک آنکھوں سے نیچے نگاہ ڈالی، اور سمندر نے خوف زدہ ہو کہ خود کو سمیٹ لیا، اور اسرائیل کیلئے راستہ بنا دیا کہ پار کر کے موعودہ

سرزمین میں چلے جائیں۔''

(11) اے خداوند، جب یہ پارسل تیرے زندہ کلام کی یادگاری میں بیمار جسموں پر ڈالے جائیں، تو ایک بار پھر نیچے نگاہ ڈال۔ بخش دے کہ یہ بیماری خوف زدہ ہو جائے، اپنے بیٹے یسُوع کے، خون میں سے دیکھ، جس نے ہمارے کفارے کیلئے اپنی جان دی۔ بخش دے کہ دشمن دہشت کھا کر بھاگ جائے، تا کہ یہ لوگ وعدہ میں داخل ہوسکیں، کیونکہ ''سب باتوں سے بڑھ کر،'' یہ تیری مرضی ہے'' کہ ہم صحت میں ترقی کریں۔'' باپ، یہ بخش دے، کیونکہ ہم دل میں تمنا رکھتے ہوئے کہ۔ کہ اُنھیں بھیجتے ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصد ہے۔ ہم اِسے یسُوع مسیح کے نام میں بھیجتے ہیں۔ آمین۔

شکریہ، بھائی گلور۔ جناب، آپ کا بہت شکریہ۔

(12) اب، آج رات اِس بیداری مہم کا اختتامی حصہ ہے، اور میں نہیں جانتا کہ آج اِسے ریڈیو پر نشر کیا جائے گا یا نہیں، لیکن میں ریڈیو پر سننے (اگر نہیں) والوں سے یہ کہنا چاہوں گا، کہ بہت سالوں کے بعد، یہ اجتماع بہت بہترین رہا ہے۔ یہ ایک ٹھوس، جامع، پیار بھرا، اور اتفاقِ رائے پر مشتمل اجتماع رہا ہے جس میں بہت عرصہ بعد میں نے شمولیت کی ہے۔

(13) [ایک بھائی کہتا ہے، ''ہم سوا چار گھنٹے سے ریڈیو نشریات پر ہیں، بھائی صاحب۔ لوگ جنوبی کیلیفورنیا، جزائر، اور بحری جہازوں پر، ہر جگہ آپ کو سن رہے ہیں۔ ہمیں انکے پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ یوں اِس وقت آپ کی سامعین کی تعداد، لاکھوں میں ہے۔'' - ایڈیٹر۔] شکریہ، جناب۔ یہ بہت اچھا ہے۔ مجھے سُن کر خوشی ہوئی ہے۔ خدا آپ سب کو برکت دے۔

(14) یقیناً میرے دل میں اینجلس ٹیمپل کیلئے ہمیشہ ایک گرم خانہ موجود رہا ہے، کیونکہ یہ یسُوع مسیح کی پوری انجیل کیلئے کھڑا ہے۔ اور، اب، یہ۔ یہ بات مجھے اور زیادہ شخصی بات معلوم دینے لگی ہے۔ یہ بالکل اسطرح ہے، اجتماع کے بعد ہر ایک کو اور اُن کی بہترین رُوح کو دیکھ کر مجھے ایسا لگتا ہے، کہ جتنا میں سمجھتا ہوں تھا اُس سے کہیں بڑھ کر میں آپ میں سے ایک ہوں۔ میری دُعا ہے، کہ خدا آپ کو برکت دے۔ اور...... [سامعین تالیاں بجاتے ہیں - ایڈیٹر۔] مہربانی، شکریہ۔

(15) اب، مجھے کہا گیا تھا کہ آج میں کچھ دیر آپ کو: اپنی سوانحِ حیات سناوں گا۔ یہ میرے لیے ایک۔ ایک بہت مشکل کام ہے۔ بہت سالوں کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ میں اِس پر رسائی حاصل کروں۔ تفصیل میں جانے کیلئے میرے پاس وقت نہیں ہوگا، لیکن اِس کا کچھ حصہ بیان کروں گا۔ اور،

یہاں پر یہ ہے، کہ میں نے بہت سی کوتاہیاں کی ہیں، بہت سے ایسے کام کیے جو کہ غلط تھے۔ اور میں یہ التجاء کروں گا، کہ جو لوگ ریڈیو سُن رہے ہیں یا یہاں موجود ہیں، میری یہ کوتاہیاں آپ کیلئے ٹھوکر کھلانے کے پتھر نہیں، بلکہ پاوں دھرنے کے پتھر ہوں اور آپ کو خداوند یسُوع کے قریب لائیں۔

(16) پھر، آج رات، شفائیہ عبادت کیلئے دُعائیہ کارڈ تقسیم کیے جائیں گے۔ اب، جب ہم شفائیہ عبادت کے الفاظ کہتے ہیں، تو اِس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو شفا دینے جارہے ہیں، ہم صرف کسی کیلئے ''دعا کرنے جارہے ہوتے ہیں۔'' شفا خدا دیتا ہے۔ وہ مجھ پر نہایت مہربان رہا ہے، کہ وہ میری دعا کا جواب دیتا ہے۔

(17) یہاں کچھ عرصہ ہوا، کہ میں ایک مشہور مبشر کے منتظم سے گفتگو کر رہا تھا، اور- اور پوچھا کہ یہ مبشر بیماروں کیلئے دُعا کیوں نہیں کرتا تھا۔ اور مبشر کے منتظم نے میرے پروگرام کے- کے منتظم کو جواب دیا، اور کہا، ''اگر چہ...... یہ مبشر الٰہی شفا پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اگر وہ بیماروں پر دُعا کریگا، تو اِس کی عبادت میں خلل پڑ جائیگا کیونکہ اُسے بہت ساری کلیسیاوں نے مل کر دعوت دے رکھی ہے۔ اور اُن میں سے، کئی کلیسیائیں، الٰہی شفاء پر ایمان نہیں رکھتی ہیں۔''

(18) پس اُس مبشر کیلئے میرے دل میں بہت عزت اور احترام ہے کیونکہ وہ اپنے مقام پر ہے، اور اپنا فرض درست نبھا رہا ہے۔ شاید وہ...... میں اُس کی جگہ کبھی نہیں لے سکتا، اور مجھے شبہ ہے کہ وہ بھی میری جگہ کبھی نہیں لے سکتا۔ خدا کی بادشاہی میں ہم سب کا ایک مقام ہے۔ ہم سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ نعمتیں طرح طرح کی ہیں، مگر روح ایک ہی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے، کہ ظہور بھی مختلف ہیں، مگر روح ایک ہی ہے۔

(19) اور، اب، آج رات کی عبادت شروع ہوگی...... میرا خیال ہے کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ حمد وثنا ساڑھے چھ بجے شروع ہوگی۔ اور، اب، اگر آپ ریڈیو نہیں سُن رہے، تو پھر اِسے سُننے کیلئے آجائیں۔ کیونکہ یہ...... یہ بہت خوبصورت ہوگی، جیسے ہمیشہ ہوتی ہے۔

(20) اور پھر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جونہی یہ عبادت ختم ہوگی اِسکے بعد دعائیہ کارڈ تقسیم کریں گے، جتنی جلدی یہ عبادت ختم ہوتی ہے، اور اگر آپ وہاں موجود ہیں اور دُعائیہ کارڈ لینا چاہتے ہیں۔ مجھے چند لمحے پہلے اِس کی تجویز دی گئی تھی، میرا بیٹا یا مسٹر- مرسیر یا مسٹر- گوڈ، یہ لوگ دعائیہ کارڈ تقسیم کریں گے۔ اپنی نشست پر بیٹھے رہیں۔ تاکہ لڑکے قطاروں میں سے گزر کر، جتنی تیزی سے ممکن ہو

دعائیہ کارڈ دے سکیں۔خواہ آپ بالکونیوں میں یا فرش پر، یا نیچے فرش پر، جہاں کہیں بھی بیٹھے ہوں، صرف اپنی جگہ پر رہیں نوجوان سمجھ جائیں گے کہ آپ دعائیہ کارڈ لینے کیلئے بیٹھے ہیں۔اور پھر آج رات ہم بیماروں کیلئے دعا بھی کرئینگے۔اور اگر خداوند نے میری سوچ کو تبدیل نہ کیا،تو آج رات میں اِس عنوان پر بولنا چاہتا ہوں، اگر تو ہمیں باپ دکھا دے،تو ہم مطمین ہو جائیں گے۔

(21) اپنی زندگی کی کہانی شروع کرنے سے پہلے، آج سہ پہر کی اِس عبادت میں،عبرانیوں کی کتاب،13 باب میں سے ایک متن پڑھنا چاہوں گا،اور آئیں یہاں سے شروع کرتے ہیں......میرا خیال ہے کہ 12 آیت سے شروع کریں گے۔

اسلیئے یسُوع نے بھی، اُمت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کیلئے، دروازے کے باہر دُکھ اُٹھایا۔

پس آو......اُس کی ذلت کو اپنے اُوپر لیے ہوئے، خیمہ گاہ سے باہر اُس کے پاس چلیں۔
کیونکہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں،
بلکہ ہم آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں۔

(22) اب یہ ایک طرح کا متن ہے۔کیونکہ، آپ یہ سمجھتے ہیں، کہ اگر یہ ایک سوانحِ حیات ہے، جسکا تعلق ایک آدمی سے ہے، ہم اِسے جلال نہیں دیتے، خاص طور پر ایک-ایک ایسے آدمی کے ماضی کو، جو میرے ماضی کی مانند تاریک رہا ہو۔لیکن میں نے سوچا، کہ اگر ہم کلام کا حصہ پڑھیں گے،تو خدا کلام کے وسیلہ برکت دے گا۔اور میرا خیال ہے:

کہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں ہے، بلکہ ہم آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں۔

(23) اب، میں جانتا ہوں کہ آپ سب لاس اینجلس کے بہت دلدادہ ہیں۔آپ کو ایسا کرنے کا حق ہے۔ یہ ایک بڑا، اور خوبصورت شہر ہے۔آلودگی کے باوجود، یہ اب بھی ایک خوبصورت شہر ہے، اور اِس کا موسم بہترین ہے۔لیکن شہر قائم نہیں رہ سکتا، اِس کا خاتمہ ضرور ہونا ہے۔

(24) میں روم میں اُس جگہ گیا ہوں (جہاں بڑے بڑے شہنشاہ) اور وہ شہر ہیں جن کی تعمیر کو وہ غیر فانی خیال کرتے تھے، اور اُن کھنڈرات کو تلاش کرنے کیلئے بھی بیس بیس فٹ کھدائی کرنی پڑی ہے۔

(25) میں اُس جگہ بھی گیا ہوں جہاں فرعونوں کی عظیم سلطنتیں تھیں، اور اب اُن کی حکومتوں کے

مقام تلاش کرنے کیلئے بھی زمین کھودنی پڑتی ہے۔

(26) ہم سب بھی اِسی طرح اپنے شہر اور جگہ کے متعلق سوچنا پسند کرتے ہیں۔لیکن، یادرکھیں، یہ قائم نہیں رہ سکتا۔

(27) جب میں ایک چھوٹا لڑکا تھا تو ایک بڑے میپل کے درخت کے پاس جایا کرتا تھا۔ ہمارے علاقے میں سخت لکڑی کے درختوں کی بہتات تھی۔اور پھر ہمارے پاس یہ چینی پیدا کرنے والا، میپل کا درخت تھا، اور ہم اِسے کہتے تھے ''سخت میپل'' اور ''نرم میپل۔'' یہ قدرآور، اور بہت خوبصورت درخت تھا۔اور جب میں کھیتوں سے گھاس کاٹ کر، اور–اور فصل کاٹنے کے کام سے فارغ ہو کہ آتا تھا، تو میں یہ پسند کرتا تھا کہ اِس بڑے درخت کے پاس جاوں اور–اور اِسکے نیچے بیٹھوں اور–اور اُوپر دیکھوں۔اور میں اِس کے جسیم تنے، اور ہوا میں لہراتی، بڑی بڑی شاخوں کو دیکھا کرتا تھا۔اور میں کہتا تھا، ''آپ جانتے ہیں، کہ مجھے یقین ہے کہ یہی درخت ہزاروں سالوں تک یہاں موجود رہے گا۔'' زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ میں نے اِس پرانے درخت کا ایک نظارہ دیکھا، کہ وہ محض ایک ٹھنی سی رہ گیا ہے۔

(28) ''کیونکہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں ہے۔'' نہیں، اِس زمین پر نظر آنے والی کوئی بھی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔اِس کا خاتمہ ہونا یقینی ہے۔ ہر فانی چیز غیر فانی کے آگے ہار جائیگی۔بس ہم اپنی شاہرائیں خواہ جتنی بھی اچھی بنالیں، عمارتیں جتنی بھی اعلیٰ بنالیں، آخر کو اِنھیں ختم ہونا ہے، کیونکہ یہاں کوئی ہمیشہ قائم رہنے والی چیز نہیں ہے۔صرف اندیکھی چیزوں کو قیام حاصل ہے۔

(29) مجھے وہ گھر یاد ہے جس میں ہم رہتے تھے، یہ پرانا سا گارے سے لپا ہوا لکڑی کا گھر تھا۔ میں......شاید آپ میں سے بہتوں نے گارے سے لپا ہوا گھر نہیں دیکھا ہوگا۔لیکن یہ سارا گھر گارے سے لپا ہوا تھا، اور بڑے بڑے شہتیر جو اِس پرانے گھر میں تھے، اُن کے باعث میں سوچتا تھا کہ یہ گھر سینکڑوں سال قائم رہے گا۔لیکن، آپ جانتے ہیں، کہ جہاں پر یہ گھر تھا وہاں آج ایک رہائشی منصوبہ بن چکا ہے۔ یہ بے حد مختلف ہے۔ ہر چیز تبدیل ہو رہی ہے۔لیکن......

(30) میں اپنے والد کو دیکھا کرتا تھا، کہ وہ ایک پست قد، گھٹے ہوئے جسم کے، مضبوط آدمی تھے، جتنے پست قد آدمیوں کو میں جانتا تھا اُس میں مضبوط ترین وہ تھے۔ میں مسٹر۔کوٹس سے ملا، جنکے ساتھ میرے والد لکڑی کاٹنے کا کام کرتے تھے، کیونکہ وہ لکڑی کاٹنے والا تھا، اور تقریباً ایک سال گزرا،

مسٹر۔کوٹس میرے بہت اچھے دوست ہیں،اورفرسٹ بپٹسٹ چرچ کے ڈیکن ہیں، وہ مجھے ملے اور کہا، ’’بلی،تم درحقیقت ایک طاقتور آدمی ہو۔‘‘

اور میں نے کہا، ’’نہیں، میں ایسانہیں ہوں،مسٹر۔کوٹس۔‘‘

(31) اُس نے کہا، ’’اگرتم اپنے باپ پر جاتے،توتم بھی ایسے ہی ہوتے۔‘‘اُس نے کہا،’’میں نے اُس آدمی کو دیکھا ہے،جسکا ایک سو چالیس پونڈ وزن تھا، کہ وہ نوسو پونڈ وزنی لکڑی کو، خودہی ریڑھے پر چڑھا لیتا تھا۔‘‘ وہ اُس کا طریقہ جانتا تھا کہ اُسے کیسے کرنا تھا۔ وہ بہت مضبوط انسان تھا۔ میں نے دیکھا تھا کہ جب والدہ اُنھیں بلاتی تھی،تو وہ رات کے کھانے کیلئے منہ ہاتھ دھونے اور تیار ہونے کی جگہ پر آجاتے تھے۔

(32) ہمارے گھر کے سامنے صحن میں ایک پرانا سیب کا درخت تھا،اور پچھلی جانب تین یا چار اور درخت تھے۔اور ٹھیک درمیان والے درخت پر، ایک بڑے،ٹوٹے ہوئے آئینے کا ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ جسے کیل ٹھونک کر درخت کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ یہ اُس طرح تھا جسے بڑھی لوگ ’’کوٹ ہینگر کہتے ہیں۔‘‘ اُنھیں اِس طرح موڑ دیا گیا تھا کہ شیشہ کو پھنسائے رکھیں۔ وہاں ایک پرانی ٹین کی کنگھی تھی۔ آپ میں سے کتنوں نے کبھی پرانی ٹین کی کنگھی دیکھی ہے......یعنی پرانے رواج کی ٹین کی کنگھی؟ میں اُسے اب بھی دیکھ سکتا ہوں۔

(33) اور پھر وہاں منہ دھونے کیلئے ایک چھوٹا سا بینچ تھا، یہ بس ایک کشتی تھی جسکے نیچے ایک ڈھلوان ٹانگ تھی، اور یہ درخت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ایک پرانا، چھوٹا سا، نلکا تھا جسے چلا کر ہم پانی نکالتے،اور اِس درخت کے نیچے بیٹھ کر منہ ہاتھ دھوتے تھے۔اور ہماری والدہ آٹے کے تھیلوں سے ہمارے لیے تولیے بناتی تھی۔ کیا کبھی کسی نے آٹے کے تھیلے کا تولیہ استعمال کیا ہے؟ ٹھیک ہے، مجھے یقین ہے کہ اب میں خودکو گھر میں محسوس کرتا ہوں۔ وہ بڑے، کھردرے تولیے ہوتے تھے!اور جب وہ ہم چھوٹے بچوں کونہلاتی تھی،تو وہ......لگتا تھا کہ وہ ہر رگڑے کے ساتھ ہماری کھال ہی اُتارتی جاتی تھی۔اور مجھے آٹے کا وہ تھیلا یاد ہے۔ وہ اِن میں سجاوٹ کا پہلو، پیدا کرنے کیلئے، کچھ دھاگے نکال دیتی اور جھالرسی بن جاتی تھی۔

(34) کتنے لوگ ہیں جوگھاس کے گدے پر سوئے ہیں؟ ٹھیک ہے، میں – میں یہ کہوں گا! کہ کتنے لوگ جانتے ہیں کہ کبھی بھوسے کا تکیہ بھی ہوتا تھا؟ ٹھیک ہے، بھائی گلور، اب میں یقینی طور پر، ایک

گھر میں رہتا ہوں! ٹھیک ہے، ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، کہ میں نے گھاس کے گدے کا استعمال چھوڑا ہے۔اور یہ......اوہ، اِس-اِس پر بڑی اچھی، اور ٹھنڈی نیند آتی ہے۔اور پھر موسم سرما میں ہم پروں کا بستر بچھا کر سوتے تھے، آپ جانتے ہیں، اور پھر چھت کے اُوپر ہمیں ترپال ڈالنی پڑتی تھی کیونکہ دروازوں میں سے-سے برف گزر کر اندر آجاتی تھی، اور آپ جانتے ہیں، کہ جہاں پر پرانی تختیاں اُوپر کو مڑ گئی ہوں، آپ جانتے ہیں، کہ اِن میں سے برف اندر گھس سکتی ہے۔اور، اوہ، میں یہ سب کچھ اچھی طرح یاد کر سکتا ہوں۔

(35) اور والد صاحب ایک شیونگ برش بھی استعمال کرتے تھے۔ میں......اب میں آپ کو بتاؤں گا۔ یہ مکئی کے بالوں کا بنا ہوا تھا، یہ شیونگ برش مکئی کے بالوں کے ساتھ بنا تھا۔اور وہ میری والدہ کے تیار کردہ صابن کو لیتے جو وہ بنایا کرتی تھی، اور مکئی کے بالوں سے بنے ہوئے برش سے اپنے چہرے پر لگا لیتے، اور ایک بڑے، سیدھے اُسترے سے اپنی شیو بناتے تھے۔اور اتوار کو وہ کاغذ کے-کے ٹکڑے، اپنے کالر کے گرد چپکاتے کہ شیو کرتے وقت قمیض کے کالر کو جھاگ نہ لگنے پائے۔کیا آپ نے کبھی یہ کام دیکھا ہے؟

کیوں، میرے، میرے خدایا!

(36) مجھے یاد ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا چشمہ بھی تھا، جہاں سے ہم پانی پینے جایا کرتے تھے، اور اپنے لیے ایک پرانے کدو کے پیالے سے پانی نکالا کرتے تھے۔آپ میں سے کتنوں نے کبھی کدو کا ایک پیالہ دیکھا ہے؟ ٹھیک ہے، یہاں کینٹکی سے آئے ہوئے، کتنے لوگ ہیں؟ واقعی، ٹھیک ہے، تو پھر میں ذرا اِہل کینٹکی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ٹھیک ہے، میرے عزیزو، میں-میں ٹھیک......میں سمجھتا تھا کہ یہاں اوکائیس اور ارکائیس ہی کے لوگ ہوں گے، لیکن نظر آرہا ہے کہ کینٹکی سے بھی لوگ آئے ہوئے ہیں۔ٹھیک ہے، آپ جانتے ہیں، کہ چند ماہ پہلے اُنہوں نے کینٹکی میں تیل کی ہڑتال کی، شاید اُن میں سے کچھ لوگ اِدھر آرہے ہوں۔

(37) مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جب میرے والد گھر آنے اور رات کے کھانے کیلئے ہاتھ منہ دھوتے وقت، اور وہ اپنے اُس چھوٹے مضبوط بازوں سے، اپنی آستینیں اُوپر چڑھا لیا کرتے تھے۔اور میں کہا کرتا تھا، ''آپ جانتے ہیں، کہ میرے والد ایک سو پچاس سال تک زندہ رہیں گے۔'' پس وہ مضبوط آدمی تھا! لیکن وہ باون سال کی عمر میں کوچ کر گیا۔سمجھے؟'' کیونکہ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر

نہیں ہے۔'' یہ سچ ہے۔ہم قائم نہیں رہ سکتے۔

(38) اب آئیں، ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کا چھوٹا سا سفرنامہ لے۔ میری طرح، آپ میں سے ہر شخص کی زندگی کی ایک کہانی ہے، اور تھوڑی دیر کیلئے یاداشت کی گلی میں پھر لینا اچھا ہوتا ہے۔کیا آپ ایسا نہیں سوچتے؟ آیئے ذرا واپس چلیں، آئیں تھوڑی دیر کیلئے سب ہی واپس چلیں، بچپن کے ایسے تجربات پر واپس چلیں۔

(39) اور اب یہ زندگی کی کہانی کا پہلا حصہ ہوگا۔ میں اِسکا تھوڑا سا ذکر کروں گا، کیونکہ یہ ایک کتاب میں موجود ہے اور وہ کتاب آپ کے پاس ہے۔

(40) میری پیدائش کینٹکی کے پہاڑوں میں، ایک کوہستانی گھر میں ہوئی۔ وہاں ایک کمرہ تھا جہاں ہم رہتے تھے، فرش پر کوئی قالین، یہاں تک کہ کوئی لکڑی وغیرہ بھی نہیں لگائی گئی تھی، یہ بالکل ایک ننگا فرش تھا۔ اور ایک درخت کا کٹا ہوا کندہ، جسکی تین ٹانگیں تھیں، یہ ہماری میز تھی۔ اور تمام چھوٹے برنہم بچے اِسکے چوگرد جمع ہوجاتے تھے، اور جب تمام چھوٹے چھوٹے بھائی، کوٹھری سے باہر نکل کہ کھیل رہے ہوتے تھے، تو ایسے لگتا تھا، آپ جانتے ہیں، کہ جیسے گلہریوں کا گروہ مٹی میں کھیل کود مچا رہا ہے۔ ہم نو بھائی تھے، اور ایک چھوٹی بہن تھی، اتنے سارے لڑکوں کے درمیان اُسکا وقت بہت مشکل گزرتا تھا۔ جس طرح ہم اُسے تنگ کیا کرتے تھے اِسکے برعکس ہم اب اُسکا بہت احترام کرتے ہیں۔ وہ لڑکی تھی، اور ہمارے ساتھ کہیں نہیں جاسکتی تھی، کیونکہ ہم اُسے واپس بھگا دیتے تھے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں، کہ وہ کوئی موقع نہیں پاسکتی تھی۔ اسطرح ہم......اور تمام......

(41) مجھے یاد ہے کہ اُس میز کے پیچھے صرف دو کرسیاں تھیں، اور وہ بھی ٹہنیوں کی بنی ہوئی تھیں۔ یہ بس دوشاخی سانگیوں کو ملا کر بنائی گئی تھی، اور پسندے کو درختوں کی چھال سے بُن دیا گیا تھا۔کیا کسی نے درخت کی چھال کی کرسی دیکھی ہے؟ جی ہاں۔ میں اب بھی اپنی والدہ کی آواز کو سن سکتا ہوں۔ اوہ، بعد میں جب ہم ایک دوسری جگہ منتقل ہوگئے جہاں لکڑی کا فرش تھا، اور والدہ کی گود میں بچے ہوتے تھے، اور وہ اُس پرانی کرسی کو، فرش پر گھسیٹتی تھی، تو دھڑ دھڑ کی آوازیں پیدا ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب وہ دھلائی وغیرہ کا کام کرنے جاتی تھی، تو کرسی کو کھینچ کر دروازے کے بیچ میں پھنسا دیتی تھی، تاکہ چھوٹے بچے گھر سے باہر نہ نکل سکیں، اور اِسی طرح، جب وہ چشمے سے پانی لینے یا ایسے اور کام کرتی تو وہ ایسا ہی کرتی تھی کہ چھوٹے بچے گھر سے باہر نہ نکل سکیں۔

(42) اور جب میں پیدا ہوا تو اُس وقت والدہ کی عمر پندرہ برس، اور والد کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ اور میں تو بچوں میں پہلوٹھا تھا۔اور میرے والدین مجھے بتاتے تھے کہ جب میں اُس صبح پیدا ہوا......

(43) اب، ہم بہت غریب تھے، بلکہ غریبوں میں بھی غریب ترین تھے۔اور ہماری اِس چھوٹی کوٹھری میں کوئی کھڑکی تک نہ تھی۔ اِس میں لکڑی کا ایک دروازہ ہی تھا جو آپ کھول سکتے تھے۔ مجھے شک ہے کہ آپ نے ایسی چیز کبھی دیکھی بھی نہ ہوگی۔لکڑی کا چھوٹا سا دروازہ تھا جو کھڑکی کی جگہ کھلتا تھا، ہم اُسے دن کے وقت کھلا رکھتے تھے اور رات کے وقت بند کر دیتے تھے۔ ہمارے پاس بجلی کی روشنیاں نہیں تھیں حتیٰ کہ اُن دنوں ہم مٹی کا تیل بھی نہیں جلاتے تھے، بلکہ ہمارے پاس وہ چراغ تھا جس کو آپ ''چربی والا چراغ کہتے ہیں۔'' اب، میں نہیں جانتا کہ آپ چربی کے چراغ سے واقف ہیں یا نہیں کہ وہ چراغ کیا تھا۔ٹھیک ہے، کیا آپ نے ......اور کیا کبھی آپ نے...... چیڑھ کی گانٹھ لیکر جلائی ہے؟ اِسے آگ لگا کر کبھی کسی سرپوش کے اُوپر رکھا ہے، یہ جلے گی۔اور اِس سے ......تھوڑا دھواں پیدا ہوتا تھا، لیکن ہمارے پاس کونسا، کوئی فرنیچر تھا، جسے دھوئیں کا خطرہ ہوتا۔پس اِسطرح...... کوٹھری میں دھواں پھیل جاتا تھا۔لیکن یہ دھواں اُوپر چلا جاتا تھا کیونکہ چھت کافی اُوپر تھی جو دھوئیں کو کھینچ سکتی تھی۔پس......

(44) میں 6 اپریل کو-کو، 1909 میں پیدا ہوا تھا۔ بیشک، آپ جانتے ہیں، کہ اب میں پچیس سال سے تھوڑا اُوپر ہوں۔اور اسطرح، جس صبح میں پیدا ہوا تھا، والدہ کہتی ہیں کہ اُنہوں نے کھڑکی کھولی۔اب، ہمارے پاس کوئی ڈاکٹر نہ تھا محض ایک دایہ موجود تھی۔اور وہ بھی ......اور وہ دایہ بھی میری دادی اماں تھی۔اور پس جب میری پیدائش ہوئی اور میرے رونے کی پہلی آواز نکلی، اور-اور میری والدہ اپنے بچے کو دیکھنا چاہتی تھی۔اور-اور حالانکہ وہ خود بھی ایک بچی سے بڑھ کر کچھ نہ تھی۔اور جب پو پھٹنے کے وقت، تقریباً صبح پانچ بجے، اُنہوں نے اُس کھڑکی کو کھولا۔اور......تو ایک جھاڑی کے اُوپر ایک پرندہ رابن بیٹھا ہوا تھا۔جیسا کہ آپ سب نے میری سوانحِ حیات کی کتاب میں-میں اِس کی تصویر کو دیکھا ہے۔ جہاں وہ رابن پرندہ بیٹھا اپنی پوری قوت سے گا رہا تھا۔

(45) میں نے ہمیشہ رابن پرندوں سے محبت کی ہے۔اب، آپ ریڈیو کے ذریعے سننے والے نوجوانو، یاد رکھنا یہ میرے پرندے ہیں اِنھیں گولی مت مارنا۔آپ سمجھے، یہ پرندے-یہ پرندے-یہ سب......وہ سب میرے پرندے ہیں۔کیا آپ نے کبھی رابن کا قصہ سنا ہے، کہ اُسکا سینہ کیونکر سرخ

ہوگیا؟ میں یہاں تھوڑی دیر رُک جاؤنگا۔ کیونکر اُسکا سینہ سرخ ہوگیا......ایک دن بادشاہوں کا بادشاہ صلیب پر جان دے رہا تھا، وہ دکھ اُٹھارہا تھا اور کوئی اُسکے پاس نہ آیا۔ کوئی اُس کی مدد کرنے والا نہ تھا۔ وہاں ایک بھورے رنگ کا پرندہ تھا جو صلیب میں سے کیلوں کو نکالنا چاہتا تھا، وہ بار بار اُڑ کر صلیب کی طرف آتا اور کیلوں کو نکالنے کیلیئے جھٹکے دیتا رہا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اُنھیں نکال نہیں سکتا تھا، اور اُس کا سینہ خون سے سرخ ہوگیا تھا۔ اُس وقت سے لیکر اُس کا سینہ سرخ ہوگیا ہے۔ لڑکو، اُسے گولی مت مارنا۔ اُسے چھوڑ دو۔

(46) وہ کھڑکی کی ایک طرف بیٹھا چہچہا رہا تھا، جیسے کہ رابن پرندے گاتے ہیں۔ اور۔ اور والد نے کھڑکی کو کھولنے کیلیئے دھکیلا۔ والدہ بتاتی ہے، کہ جونہی کھڑکی کھولی گئی، وہ روشنی جسے آپ میری تصویر میں دیکھتے ہیں گردش کرتی ہوئی اندر آئی، اور بستر کے اوپر آکر ٹھہر گئی۔ دادی اماں نہیں جانتی تھی کہ کیا کہیں۔

(47) اب، ہم...... ہمارا گھرانہ کوئی مذہبی نہ تھا۔ میرے گھر والے کیتھولک تھے۔ میں دونوں طرف سے آئریش نسل کا ہوں۔ میرے والد کٹر آئریش، برینہم تھے۔ اور میری والدہ ہاروے ہے؛ فقط، اُن کے والد نے ایک چیروکی انڈین عورت سے شادی کی، جس سے آئریش نسل کے خون کا سلسلہ تھوڑا سا ٹوٹا۔ اور میرے والد اور والدہ گرجے نہیں جایا کرتے تھے، اُن کی شادی بھی گرجا گھر سے باہر ہی ہوئی تھی اُن کا کوئی مذہب تھا ہی نہیں۔ اور پھر اِس کوہستانی علاقے میں کوئی کیتھولک گرجا بھی نہ تھا۔ وہ ابتدائی آبادکاروں کے ساتھ آئے تھے، یہاں دو برینہم خاندان آئے، جن میں سے برینہم لوگوں کی پوری نسل یہاں پیدا ہوئی؛ یہ میرے خاندان کا شجرہ ہے۔

(48) اور جب دادی اماں نے کھڑکی کھولی...... جب اُنھوں نے کھڑکی کھولی اور یہ روشنی اندر آکر ٹھہر گئی، تو وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں۔ والد نے اِس موقع کیلیئے (والدہ بتاتی ہے) ایک نیا لباس خریدا تھا۔ وہ کھڑے...... وہ اپنے بازو لباس کے اندر کیے کھڑے تھے، جس طرح اُن دنوں لکڑہارے اور لکڑی لادنے والے پہنتے تھے۔ اور وہ اُس روشنی سے خوف زدہ ہوگئے۔

(49) ٹھیک ہے، اور جب میں تقریباً دس دن کا ہوا، تو کچھ اِسی طرح ہوا، کہ میرے گھر والے مجھے ایک چھوٹے سے بپٹسٹ چرچ میں لے گئے جسے ''اپوسم کنگڈم کہتے تھے؛'' اِسکا پورا نام اپوسم کنگڈم بپٹسٹ چرچ تھا۔ یہی نام ہے۔ وہاں ایک وقتی منادتھا، وہ پرانی طرز کا بپٹسٹ منادوہاں ہر دو مہینے کے

بعد آیا کرتا تھا۔تب ......تو لوگ مل کر چھوٹی سی عبادت کرتے ،اور وہ کچھ گیت گاتے تھے،لیکن مناد وہاں کبھی کبھار ہی چکر لگانے آتا تھا۔لوگ اُسے کدووں کی ایک بوری اور دیگر ایسی چیزیں سالانہ دیتے تھے،جیسا کہ آپ جانتے ہیں، کہ جو وہ اُس کے لیے اکھٹی کرتے تھے۔اور وہ بزرگ مناد آیا،اور مجھ چھوٹے بچے پر دُعا کی۔ یہ میرا گرجا جانے کا پہلا موقع تھا۔

(50) اور عمر تقریباً......اور جب میری عمر دو سال سے کچھ زیادہ ہوئی،تو پہلی رویا دکھائی دی۔

(51) ٹھیک ہے، وہ پہاڑی علاقے میں بیان کرتے رہے کہ ''یہ روشنی اندر آئی تھی۔'' پس اُنھوں نے اِسکی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔کسی نے کہا کہ وہ سورج کی روشنی ہوگی جو گھر کے اندر کسی آئینے سے منعکس ہوئی ہوگی۔لیکن وہاں کوئی آئینہ نہیں تھا۔اور سورج ابھی نکلا نہیں تھا، کیونکہ یہ بہت صبح،یعنی پانچ بجے کا وقت تھا۔اور پھر،اوہ،اُنھوں نے اِس کا خیال چھوڑ دیا۔اور جب میں تقریباً ......تین سال کے قریب ہوا......

(52) اب، مجھے دیانتداری سے کام لینا ہوگا۔یہاں کچھ ایسی باتیں ہیں جو میں بتانا پسند نہیں کرتا،اور میں چاہتا ہوں کہ اِن کو نظر انداز کر دوں اور بیان نہ کروں۔لیکن پھر بھی،سچائی کو بیان کرنا چاہیے، چاہے وہ خود اپنے اُوپر ہو یا آپ لوگوں کے اُوپر۔اور اگر ہم دیانتداری کریں،تو پھر یہ ہمیشہ یکساں ہے۔

(53) میرے والد مذہبی آدمی ہونے سے کوسوں دُور تھے۔وہ عمومی پہاڑی نوجوان تھے، جو ہر وقت شراب پیتے تھے۔ایک دفعہ وہ ایک لڑائی میں مشکل میں پھنس گئے، پہاڑوں میں کوئی پارٹی ہوئی، جہاں دو یا تین آدمی لڑتے ، گولیاں چلاتے ، اور ایک دوسرے کو چاقو مارتے ہوئے تقریباً جان بحق ہو گئے۔ میرے والد اِس لڑائی کے سرگروہوں میں سے تھے، کیونکہ اِنکا ایک دوست لڑائی میں زخمی ہو گیا،اور اُس نے دوسرے کو کرسی ماردی۔اور پھر......مخالف نے چاقو نکال لیا اور وہ والد کے دوست کو فرش پر گرا کر، دل میں چاقو مارنے والا تھا،اسلیئے والد کو دوست کا ساتھ دینا پڑا۔یہ یقیناً بڑی خوفناک لڑائی ہونی چاہیے تھی، کیونکہ وہ ،میلوں دُور، برکس ویل میں ، والد صاحب کے پیچھے، گھڑسوار افسر کو بھیجتے رہے۔

(54) پس وہ آدمی اُس وقت موت کے منہ میں تھا۔شاید اُس کا کوئی عزیز یہاں سن رہا ہو۔میں اُسکا نام بتانے جا رہا ہوں، اُسکا نام ول یار برو تھا۔شاید وہ......میرا خیال ہے کہ اُسکے بیٹوں میں سے،

کوئی کیلیفورنیا میں رہتا ہے۔ وہ بہت جسیم، اور بہت طاقتور آدمی تھا، جس نے حفاظتی لوہے کی پٹڑی مار کر اپنے ہی بیٹے کو جان سے مار دیا۔ پس وہ–وہ بڑا طاقتور اور بڑا آدمی تھا۔ یوں اُسکے اور میرے والد کے درمیان چاقوؤں کی خطرناک لڑائی ہوئی۔ اور میرے والد نے اُس آدمی کو تقریباً مار ہی ڈالا، اِس لیے اُنہیں کینٹکی سے بھاگ کر دریا پار انڈیانا آنا پڑا۔

(55) اور میرے والد کا ایک بھائی تھا، جو اُس وقت، لوئس ویل کینٹکی میں رہتا تھا، وہ وہاں لکڑی پر نقاشی کا کام کرنے والے کارخانے میں اسسٹنٹ سپرنٹینڈنٹ تھا، جو کہ کینٹکی لوئس ویل میں تھا۔ پس میرے والد نے اپنے بڑے بھائی کو تلاش کیا۔ اپنے سترہ بہن بھائیوں میں، میرے والد سب سے چھوٹے تھے۔ جب میرے والد نے اپنے بڑے بھائی کو تلاش کیا، تو اُسے فوت ہوئے ایک سال ہو چکا تھا۔ میرے والد واپس نہ آسکے، کیونکہ قانون اُن کی تلاش میں تھا۔ اور پھر ہمیں خط کے ذریعے اُن کی خبر ملی، جس پر کوئی اور نام لکھا ہوا تھا، لیکن اُنھوں نے والدہ کو بتا رکھا تھا کہ وہ اُن کے متعلق کیسے خبر پائیں گی۔

(56) مجھے ایک دن چشمے پر کا واقعہ یاد ہے (کہ یہ چھوٹی جھونپڑی) گھر کی پچھلی جانب تھی۔ اور –اور اُس عرصہ کے دوران...... جہاں نو...... میری اور میرے چھوٹے بھائی کی عمر میں تقریباً گیارہ ماہ کا فرق تھا، اور وہ ابھی تک رینگ کر چلتا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک بڑا سا پتھر تھا، اور میں اُسے دکھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں کتنی طاقت سے اِس پتھر کو کیچڑ میں پھینک سکتا تھا، جہاں سے چشمہ پھوٹتا تھا اور اُس نے زمین میں کیچڑ بنا دیا تھا۔ میں نے ایک درخت پر بیٹھے ہوئے، ایک پرندے کی آواز سنی جو گا رہا تھا۔ میں نے اُوپر درخت کی جانب دیکھا تو پرندہ اُڑ گیا، اور، جب یہ پرندہ اُڑ گیا، تو ایک آواز مجھ سے مخاطب ہوئی۔

(57) اب، میں جانتا ہوں کہ آپ سوچ رہے ہونگے کہ اتنی عمر میں میں سوچنے اور یاد کرنے کے قابل نہیں ہوسکتا۔ لیکن خداوند جو منصف ہے، زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے، وہ جانتا ہے کہ میں سچ بتا رہا ہوں۔

(58) جب وہ پرندہ، اُڑ گیا، تو اُس جگہ سے جہاں درخت پر پرندہ بیٹھا تھا ایک آواز آئی، جیسے جھاڑی میں سے ہوا کاٹ کر گذر رہی ہو، اور اُس نے کہا، ’’تو نیوالبانی نامی شہر کے قریب رہے گا۔‘‘ اور میں تین سال کی عمر سے لیکر، اب تک نیوالبانی، انڈیانا سے تین میل دُور مقام پر، رہائش پذیر ہوں۔

(59) میں اندر گیا اور میں نے اپنی والدہ کو اِس بات کے متعلق بتایا۔ٹھیک ہے، میری والدہ نے سوچا کہ شاید میں نے کوئی خواب یا کچھ چیز دیکھی تھی۔

(60) بعد میں ہم انڈیانا منتقل ہو گئے جہاں والد صاحب نے ایک امیر آدمی، مسٹر۔ واتھن، کا کام کرنا شروع کر دیا۔ وہ شراب بنانے والے کارخانے کا مالک تھا۔ اُس کی آمدن بہت زیادہ تھی؛ وہ لوئس ویل میں، کروڑ پتی تھا، اور۔ اور بڑے افسروں کیساتھ، بیس بال کھیلتا تھا، اور اِسی طرح کے اور مزید کام کرتا تھا۔ اور پھر ہم نے اُس جگہ کے قریب رہائش اختیار کر لی۔ اگر چہ میرے والد غریب آدمی تھے، تو بھی شراب پیئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے، پس اُنھوں۔ اُنھوں نے وسکی بنانے کی ایک۔ ایک بھٹی بنالی۔

(61) اور تب اِس کام سے میرے لیے بڑی مشکل پیدا ہو گئی کیونکہ میں بچوں میں سب سے بڑا تھا۔ اور مجھے اِس بھٹی میں پانی بھرنا پڑتا تھا، تا کہ اُسکے گرد چکر ٹھنڈے رہیں جب اُن سے وسکی بن رہی ہوتی تھی۔ پھر میرے والد نے اِسکی فروخت شروع کر دی، اور پھر اُنھوں نے دو اور تین بھٹیاں اور بنالیں۔ اب، یہ ایسا حصہ ہے جو میں بتانا نہیں چاہتا، لیکن یہ سچائی ہے۔

(62) اور مجھے وہ ایک دن یاد ہے، جب میں روتا ہوا، گودام سے، گھر واپس آیا۔ کیونکہ اِس جگہ کے عقب میں ایک تالاب تھا، اِس جگہ...... جہاں وہ برف کاٹا کرتے تھے۔ آپ میں بہتوں کو یاد ہو گا کہ لوگ کس طرح برف کاٹ کر لکڑی کے برادے میں محفوظ کرتے تھے۔ ٹھیک ہے، اِسی طریقے سے مسٹر۔ واتھن گاؤں میں برف محفوظ کرتا تھا۔ اور میرے والد اُسکے ایک۔ ایک، پرائیویٹ ڈرائیور تھے۔ اور جب...... یہ تالاب مچھلیوں سے بھر جاتا تھا اور جب وہ برف کاٹ کاٹ کر لاتے اور اُسے لکڑی کے برادے میں رکھتے تھے، اور گرمیوں میں یہ برف پگھل کر جب نیچے جاتی تھی، تو میرا خیال ہے کہ یہ اتنا صاف دکھائی دینے لگتا تھا، جیسے برف کی ایک جھیل ہو، اور وہ اِسے پینے کیلیئے، استعمال نہیں کرتے تھے، بلکہ پانی ٹھنڈا کرنے کیلیئے، اُسے بالٹیوں اور اپنے دودھ وغیرہ کے گرد رکھا کرتے، اور اِسی طرح کے اور کام کیا کرتے تھے۔

(63) ایک دن میں اِس نلکے سے پانی بھرنے جا رہا تھا، جو کہ شہر کے ایک بلاک جتنے فاصلے پر تھا۔ میں اُس کو کوس رہا تھا جس کے پاس یہ نہیں تھا، کیونکہ میں اسکول سے آیا تھا اور تمام لڑکے مچھلیاں پکڑنے، تالاب پر چلے گئے تھے۔ مجھے مچھلیاں پکڑنا پسند تھا۔ میرے سوا سبھی لڑکے مچھلی کے شکار پر

چلے گئے تھے،لیکن مجھے اِس بھٹی کیلیئے پانی بھرنا پڑ رہا تھا۔ بلاشبہ، میرے عزیزو، مجھے اِس پر خاموش ہی رہنا تھا، اِسکی ممانعت تھی ۔ اور میں ...... میرے لیے یہ بڑی مصیبت تھی ۔ مجھے یاد ہے کہ میں اُبھرے ہوئے پنجے کے ساتھ چل رہا تھا، میں نے پاوں کے پنجے کو مٹی سے بچانے کیلیئے نیچے مکئی کا بھٹا باندھ رکھا تھا۔ کیا آپ نے کبھی ایسا کیا؟ مکئی کا بھٹا پنجے کے نیچے رکھ کر اردگرد ایک ڈوری لپیٹ لی ۔ یہ پاوں کے پنجے کو یوں اُوپر اُٹھا دیتا ہے، آپ جانتے ہیں، جیسے کسی کچھوئے نے اپنی تھوتھنی سر کو اُٹھا رکھا ہو۔ جب میں نے پنجے کے نیچے یہ بھٹا باندھ رکھا تھا، تو میں جدھر بھی جاتا آپ میرا کھوج لگا سکتے تھے؛ کیونکہ میں جہاں بھی یہ پاوں رکھوں گا، آپ جان جاتے ۔ میرے پاس پہننے کیلیئے جوتے نہیں تھے۔ بعض اوقات ہمیں، موسم سرما تک جوتے پہننا نصیب نہ ہوتا تھا۔ اگر ہمیں ملتے ہی تھے، تو...... یہ کسی اور نے ، ہمیں دیئے ہوتے تھے ۔ اور ہمارے پاس کپڑے بھی وہی ہوتے تھے، جو کسی نے خیرات کے طور پر دیئے ہوتے ۔

(64) اور میں اِس درخت کے نیچے رُک گیا، اور وہاں بیٹھ کر رونے لگا (یہ ستمبر کا مہینہ تھا) اسلیئے کہ میں مچھلیاں پکڑنے جانا چاہتا تھا، لیکن مجھے ایک چھوٹی سی بالٹی سے بہت سے ٹب بھرنے تھے، بالٹی نصف گیلن جتنی ، اُونچی تھی ، اسلیئے کہ میں محض سات سال کا بچہ تھا۔ میں دو بالٹیاں بھر کر لاتا اور بڑے سے ٹب میں انڈیل کر پھر واپس جاتا ، اور اُنھیں نلکے سے بھر کر لاتا تھا۔ اور ہمارے پاس یہی پانی ہوتا تھا۔ اور جو آدمی والد کے ساتھ، گھر میں ہوتے تھے، وہ پانی کے اُن تمام ٹبوں کو تیار ہونے والی وسکی کے ساتھ ایک ہی رات میں خرچ کر ڈالتے تھے۔

(65) میں رو رہا تھا، اور اچانک ایک گرد باد بگولے سا شور سنائی دیا، یہ کچھ اِسطرح سے تھی (اب، مجھے یقین ہے کہ آواز بلند نہ تھی)، بس ''شووو، شووو،'' کی سی آواز تھی ۔ٹھیک ہے، میں نے اِرد گرِد دیکھا، مکمل خوفناک سناٹا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں وہ کیا تھا، وہ ایک چھوٹا سا بگولا تھا، مجھے یقین ہے کہ آپ اُسے گرِد باد ہی کہتے ہیں؟ موسمِ خزاں میں لوگ مکئی کے کھیتوں میں سے پتے وغیرہ اُٹھا لیتے ہیں، اور آپ جانتے ہیں ، کہ خزاں میں ، پتے مڑنا ، شروع کر دیتے ہیں ۔ میں سفید چنار کے ایک بڑے درخت کے نیچے کھڑا تھا، جو ہمارے گھر اور گودام کے درمیانی فاصلے پر- پر تھا۔ اور میں نے اِس آواز کو سُنا۔ میں نے اِردگرِد دیکھا ، وہاں اتنی خاموشی تھی کہ جتنی اِس کمرے میں ہے ۔ یہاں تک کہ کوئی پتا، کچھ تک نہ ہل رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، ''یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟'' ٹھیک ہے، اور تب

میں نے سوچا، ''کہ اِسے ضرور یہاں سے دُور ہی ہونا چاہیے۔'' میں محض ایک بچہ تھا۔ اور یہ آواز بلند سے بلندتر ہوتی جا رہی تھی۔

(66) میں آرام کر رہا تھا اور اُٹھا، اور میں نے اپنی چھوٹی بالٹیاں اُٹھالیں اور دو تین مرتبہ اور سسکیاں لیں اور پھر راستے پر چل دیا۔ میں اُس بڑے درخت کی شاخوں کے نیچے سے، چند فٹ ہی دُور گیا تھا، اور، اوہ، میرے خدایا، کہ گرِد باد کی آواز پھر سنائی دی۔ میں دیکھنے کیلئے مڑا، اور درخت کی نصف بلندی پر ایک گرد باد موجود تھا، وہ درختوں کے پتوں کے گردا گرد، گردش کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے، تو میں نے خیال کیا کہ سال کے اِس حصہ میں یہ واقعہ کوئی غیر معمولی نہ تھا، اور خزاں کے موسم میں، اسلیئے کہ، اکثر ایسے بگولے آتے ہیں۔ تھوڑا...... جنہیں ہم ''گرد باد کہتے ہیں۔'' اور وہ بگولے۔ بگولے گرد و غبار کو اُڑا لیتے ہیں۔ آپ نے بیابانوں میں اسی طرح کے بگولے دیکھیں ہونگے۔ بالکل یہی بگولا۔ میں نے دیکھا، لیکن وہ وہاں سے دُور نہ گیا۔ عام طور پر کوئی بگولا ایک لمحاتی جھونکے کی طرح آتا، اور پھر چلا جاتا ہے، لیکن یہ بگولا دو منٹ سے بھی زیادہ دیر تک رہا تھا۔

(67) ٹھیک ہے، پھر اسطرح میں دوبارہ اپنے راستے پر ہولیا۔ اور میں اُس بگولے کو دیکھنے کیلئے ایک بار پھر مڑا۔ اور تب وہ گزر چکا تھا، تو پھر ایک انسانی آواز آئی وہ آواز ایسی ہی قابل سماعت تھی جیسی اِس وقت میری آواز ہے، اُس نے کہا، ''کبھی شراب، یا سگریٹ نہ پینا، اور اپنے بدن کو کسی طرح ناپاک نہ ہونے دینا۔ کیونکہ جب تو بڑا ہوگا تو تجھ سے ایک کام لیا جائے گا۔'' جیسا کہ، اِس بات سے میں موت کی حد تک خوفزدہ ہوا! آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک چھوٹے سے بچے نے کس طرح محسوس کیا ہوگا۔ میں نے بالٹیاں وہیں پھینک دیں، اور بلند آواز سے روتا ہوا، پوری رفتار سے جتنا کہ میں دوڑ سکتا گھر کی طرف بھاگ گیا۔

(68) اُس علاقے میں زہریلے افعی، اور سانپ پائے جاتے تھے، اور وہ بہت زہریلے ہوتے ہیں۔ اور والدہ نے سوچا، کہ باغ سے گزرتے ہوئے میرا پاؤں کسی زہریلے سانپ پر آ گیا ہوگا اور وہ مجھے پکڑنے کیلئے دوڑیں۔ اور میں اُچھل کر ماں سے چمٹ گیا، اور روتے ہوئے، اُن سے لپٹنے اور چومنے لگا۔ اور والدہ نے پوچھا، ''کیا بات ہے، کیا تمہیں کسی سانپ نے ڈس لیا ہے؟'' اُنھوں نے مجھے ہر طرف سے دیکھا۔

میں نے کہا، ''نہیں، ماں! اُس درخت پر کوئی آدمی تھا۔''

(69) والدہ نے کہا، ''اوہ، بلی، بلی! جانے بھی دو؟''

اور پھر والدہ نے کہا، ''کیا تم وہاں ٹھہر کر سو گئے تھے؟''

(70) میں نے کہا، ''نہیں، ماں! درخت پر کوئی آدمی تھا، اور اُس نے مجھ سے کہا کہ کبھی شراب اور سگریٹ نہ پینا۔''

(71) ''نہ ہی وسکی اور۔اور ایسی دوسری چیزیں پینا۔'' اور میں اِس وقت، ایک خالی شراب کی بھٹی میں پانی بھر رہا تھا۔ اور اُس نے کہا، ''تو کبھی شراب نہ پینا اور نہ ہی اپنے بدن کو کسی طرح سے ناپاک ہونے دینا۔'' اور آپ جانتے ہیں، کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان، جیسا کہ......حرام کاری ہوتی ہے۔ اور میں نے ہمیشہ کوشش کی، اور کبھی ایک مرتبہ بھی ایسا گناہ مجھ سے سرزد نہ ہوا۔ خداوند نے ایسی باتوں سے مجھے محفوظ رکھا، اور جوں جوں میں کہانی بیان کرتا جاونگا آپ معلوم کرلیں گے۔ پس اُس نے کہا، ''نہ کبھی شراب پینا اور نہ ہی سگریٹ، اور نہ کبھی اپنے بدن کو ناپاک کرنا، کیونکہ جب تو بڑا ہوگا تو ایک خاص کام تجھے کرنا ہوگا۔''

(72) ٹھیک ہے، اِسطرح میں نے یہ باتیں والدہ کو بتائیں، اور۔اور وہ مجھ پر ہنس دیں۔ جبکہ مجھ پر ہسٹریا کی سی کیفیت طاری تھی۔ والدہ ڈاکٹر کو بلا لائیں، اور ڈاکٹر نے کہا، ''ٹھیک ہے، یہ صرف خوفزدہ ہے، اور کچھ نہیں۔'' اور والدہ نے مجھے بستر پر لٹا دیا۔ اور اُس دن سے لیکر، پھر کبھی میں، اُس درخت کے پاس سے نہیں گزرا۔ اسلیئے کہ میں خوفزدہ ہوگیا تھا۔ اور میں باغ کی دوسری طرف سے گزر جاتا تھا، کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ درخت پر کوئی آدمی ہے، جو بڑی گھمبیر آواز میں میرے ساتھ مخاطب ہوتا ہے۔

(73) اور پھر تقریباً اِس کے ایک ماہ کے بعد، میں اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ بیرونی صحن میں، سنگ مرمر کی کنکریوں کا کھیل کھیل رہا تھا۔ اور اچانک مجھے اپنے اُوپر ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہونے لگی۔ میں نے کھیل بند کردیا اور ایک درخت کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اور اُس وقت ہم دریائے اوہاہیو کے عین کنارے پر تھے۔ اور میں نے جیفرسن ویل کی طرف دیکھا، اور میں نے ایک پُل کو محراب کی شکل میں بلند ہوتے، اور دریا کے، پار تک جاتے دیکھا۔ اور میں نے سولہ آدمی دیکھے (میں نے اُنھیں گنا) میں نے اُن آدمیوں کو وہاں پل سے گرتے اور اپنی جان سے ہاتھ دھوتے دیکھا۔ میں تیزی سے دوڑتا اندر آگیا اور والدہ کو بتایا، لیکن اُنہوں نے خیال کیا کہ میں سو گیا تھا۔ لیکن اُنہوں نے

اِس بات کو ذہن میں رکھا، اور اِس کے بائیس سال بعد اُسی مقام پر پل بنایا گیا (جس سے آپ میں سے اکثر لوگ گزرتے ہیں) اور ٹھیک اُسی مقام سے اِس پل کو گزرا گیا، اور اِس پُل کی تعمیر کے دوران سولہ آدمی اپنے زندگیوں سے محروم ہوئے۔

(74) یہ کامل سچائی ہونے میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ جیسے اِس وقت آپ اِس سماعت خانہ میں دیکھتے ہیں، یہ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے۔

(75) اب، اُنھوں نے سوچا کہ میں ڈر گیا تھا۔ جیسا کہ، یہ تو ٹھیک بات ہے، کہ میں ایک ڈرپوک آدمی ہوں۔ اور، کبھی آپ غور کریں، تو روحانیت کی طرف مائل لوگ-لوگ ڈرپوک ہی ہوتے ہیں۔

(76) نبیوں اور شاعروں پر نگاہ کریں۔ ولیم کوپر کو دیکھیں جس نے یہ مشہور گیت لکھا تھا، ''ایک لہو سے بھرا ہوا چشمہ ہے، جو عمانوایل کی رگوں سے بہتا ہے۔'' کیا آپ نے کبھی...... آپ اِس گیت سے واقف ہیں۔ کچھ زیادہ وقت نہیں ہوا کہ میں نے اِس کی قبر کو دیکھا تھا۔ بھائی جولیس، میرا یقین ہے، میں نہیں جانتا، نہیں...... ہاں، یہ دُرست ہے، یہ بھائی ہمارے ساتھ اُس کی قبر پر موجود تھے۔ اور-اور جب، اُس نے یہ گیت لکھ دیا، تو رُوح کی تحریک نے اُسے چھوڑ دیا، اور اُس نے خودکشی کرنے کیلئے کوئی -کوئی دریا تلاش کرنے کی کوشش کی۔ سمجھے، رُوح اُسے چھوڑ چکی تھی۔ اور مصنف اور شاعروں جیسے لوگ اور...... یا نہیں...... اور میرا مطلب ہے نبیوں جیسے لوگ۔

(77) ایلیاہ کو دیکھیں، جب وہ پہاڑ پر کھڑا تھا تو اُس نے آسمان پر سے آگ کو بلایا اور پھر بارش کو بلایا۔ لیکن روح اُس سے جدا ہوا، تو وہ ایک عورت سے ڈر کر بھاگ گیا۔ اور چالیس روز بعد، خدا نے اُسے تلاش کیا اور ایک غار کے اندر لے گیا۔

(78) یوناہ پر نگاہ کریں، جس پر خداوند کا اتنا مسح تھا کہ وہ بڑے شہر نینوہ میں جا کر منادی کرے، جو کہ رقبے میں سینٹ لوئیس جتنا- جتنا بڑا شہر تھا اور اُس شہر کے لوگوں نے ٹاٹ اوڑھ کر توبہ کی۔ اور پھر جب رُوح نے اُسے چھوڑ دیا، تو پھر اُسکے ساتھ کیا ہوا؟ اور دیکھتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گیا کیونکہ روح اُسے چھوڑ چکی تھی، اور خدا سے اپنی موت کی دعا کر رہا تھا۔ اور، آپ دیکھ سکتے ہیں، کہ یہ روح کی تحریک ہوتی ہے۔ اور جب ایسی باتیں وقوع پذیز ہوتی ہیں، تو پھر اِس- اِس سے آپ کو کچھ ہوتا ہے۔

(79) پھر مجھے اپنا لڑکپن بھی یاد ہے۔ میں اب جوان ہو گیا تھا۔ (میں اِس دور کو جلدی سے مختصر

بیان کرونگا۔) جب میں جوانی کی عمر کو پہنچا تو میرے ذہن میں بھی دوسرے لڑکوں کی طرح تصورات تھے۔ میں...... جب اسکول جاتا، تو مجھے وہ چھوٹی لڑکیاں نظر آتی تھیں۔ آپ جانتے ہیں، کہ میں بڑا شرمیلا تھا، آپ سب اِس بات سے واقف ہیں۔ اور میں- میں نے بھی تمام لڑکوں کی طرح آخر کار۔ ایک لڑکی سے دوستی کر ہی لی، میرا اندازہ ہے، کہ اُس کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی۔ اور- اور اِسطرح، اوہ، وہ لڑکی بڑی خوبصورت تھی۔ اوہ میرے عزیزو، اُسکی آنکھیں کبوتری جیسی، دانت موتیوں کے سے، اور گردن کسی راج ہنس کی سی تھی، اور وہ- وہ درحقیقت بڑی خوبصورت تھی۔

(80) اور ایک اور چھوٹا سا لڑکا، وہ...... ہم دونوں ہم خیال تھے، اور وہ اپنے والد کی پرانے ماڈل کی ٹی فورڈ گاڑی لے آیا، اور ہم اپنی اپنی دوستوں کو لیکر سیر کیلئے روانہ ہوئے۔ ہم انھیں سیر کرانے کیلئے، دوسرے ضلع میں لے گئے۔ ہمارے پاس اتنے پیسے تھے کہ ہم نے دو گیلن پیٹرول خرید لیا۔ اُسے چلانے کیلئے ہمیں اُسکے پچھلے پہیہ کو اُٹھانا پڑا۔ آپ جانتے ہیں، کہ اِسے اُٹھا کر چلانا، میں نہیں جانتا کہ آپکو کبھی اِسطرح کی گاڑی چلانے کا طریقہ ہے کہ نہیں۔ لیکن ہم- ہم بہت اچھے جا رہے تھے۔

(81) اور پس میری جیب میں کچھ سکے تھے، اور ہم ایک چھوٹی سی جگہ پر رُک گئے اور......تب آپ ایک سکے میں ایک سینڈوچ خرید سکتے تھے۔ اور اِسطرح، اوہ، اُس وقت میں امیر تھا، کیونکہ میں نے چار سینڈوچ خرید لیے تھے! سمجھے؟ پھر ہم نے سینڈوچ کھائے اور کوک کی بوتلیں پیں۔ جب میں نے بوتلیں واپس لینا شروع کیں۔ اور میں حیرت زدہ رہ گیا، جب میں بوتلیں واپس کر کے باہر آیا، (اُس دور میں، عورت نے اپنے باعزت مقام سے گرنا شروع ہی کیا تھا) تو میری چھوٹی فاختہ سگریٹ پی رہی تھی۔

(82) ٹھیک ہے، سگریٹ نوش عورت کے متعلق میرا ہمیشہ ہی سے ایک نظریہ رہا ہے، اور اُس وقت سے لیکر میں نے اِسے ذرا بھی تبدیل نہیں کیا۔ اور یہ سچ بات ہے۔ یہ گھٹیا ترین کام ہے جو عورت کر سکتی ہے۔ اور یہ عین سچائی ہے۔ اور میں- میں نے سوچا میں......اب، سگریٹ بنانے والی کمپنی اس بات پر میرے پیچھے پڑ سکتی ہے، لیکن، میں آپ کو بتا رہا ہوں، کہ پرورش روکنے کیلئے یہ ابلیس کا ہتھیار ہے۔ اِس قوم نے یہ سب سے بڑا قاتل اور تباہ کار دشمن حاصل کر لیا ہے۔ اگرچہ میں اپنے بیٹے کو سگریٹ نوش دیکھنے کے بجائے مدہوش شرابی دیکھنا پسند کرونگا۔ اور یہ سچ ہے بلکہ میں اپنی بیوی کو، شراب کے نشے کے باعث فرش پر پڑے دیکھ کر برداشت کرلونگا، بہ نسبت سگریٹ نوشی کے۔

یہ ایسے ہے کہ جیسے کہ.......

(83) اب، خدا کا روح جو مجھ میں ہے، اور اگر وہ خدا کا روح ہے (جیسا کہ آپ سوال کر سکتے ہیں)، تو آپ جو سگریٹ پیتے ہیں آپ کیلئے اُسکے حاصل کرنے کا موقع قلیل ہے، کیونکہ وہ...... ہر وقت موجود ہے۔ آپ پلیٹ فارم پر اکثر دیکھتے ہیں، کہ وہ کس طرح اِس پر لوگوں کو مجرم ٹھہراتا ہے۔ یہ خوفناک چیز ہے۔ اُس سے دُور رہیں۔ خواتین، اگر آپ اِس جرم میں مبتلا رہی ہیں، تو برائے مہربانی، تو مسیح کے نام کی خاطر، اِس سے چھٹکارا حاصل کیجیے! یہ آپ کے اندر توڑ پھوڑ کرتا ہے۔ یہ آپ کو مار ڈالے گا۔ یہ...... یہ- یہ سرطان کے لدے ہوئے ٹرک ہیں۔

(84) ڈاکٹر آپکو اِسکے متعلق خبردار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر وہ اِسے آپ کے ہاتھ فروخت کیسے کر سکتے ہیں! اگر آپ کسی میڈیکل اسٹور پر جا کر کہیں، ''خریدیں...... میں پچاس سینٹ کا کینسر خریدنا چاہتا ہوں۔'' کس لیے، تو وہ لوگ اسٹور کا دروازہ بند کر لیں گے۔ لیکن جب آپ پچاس سینٹ کے سگریٹ خریدتے ہیں، تو آپ کینسر جتنی چیز ہی خرید رہے ہیں۔ ڈاکٹر یہی کہتے ہیں۔ اوہ، اِے دولت کی دیوانی قوم۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ یہ ایک قاتل ہے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے۔

(85) خیر، جب میں نے اُس خوبصورت لڑکی کے ہاتھ میں سگریٹ دیکھا، تو مجھے یوں لگا کہ میں گویا قتل کر دیا گیا ہوں، کیونکہ میں اُس لڑکی سے حقیقی محبت کرتا تھا۔ اور میں نے سوچا، ''خیر اچھا......''

(86) اب، آپ جانتے ہیں کہ لوگ مجھے، ''عورتوں سے نفرت کرنے والا؛'' کہتے ہیں، کیونکہ میں ہمیشہ ایسی عورتوں کے خلاف ہی رہا ہوں، لیکن میں آپ بہنوں کے خلاف نہیں ہوں۔ میں صرف اُن طور طریقوں کے خلاف ہوں جن پر جدید عورتیں عمل کرتی ہیں۔ یہ سچ بات ہے۔ نیک سیرت عورتوں کو ساتھ چلنا چاہیے۔

(87) میں یاد کر سکتا ہوں جب میرے والد کی بھٹی کام کر رہی ہوتی تھی، اور میں وہاں پانی بھرنے اور دوسری چیزوں کیلئے جاتا تھا، تو میں سترہ، اٹھارہ سالہ نوجوان لڑکیوں کو اتنی عمر کے آدمیوں کیساتھ، نشے میں دُھت دیکھتا تھا، جتنی عمر اس وقت میری ہے۔ اُنھیں سیاہ کافی پلا کر ہوش میں لانا پڑتا تھا، تاکہ گھر جائیں اور اپنے شوہروں کیلئے کھانا تیار کریں۔ اوہ، تب میں، کچھ اسی طرح، کہا کرتا تھا، ''میں......'' میں اپنا اظہارِ خیال یوں کرتا تھا، ''کہ یہ اِس لائق بھی نہیں ہیں کہ ایک صاف ستھری گولی انہیں ہلاک کرنے کیلئے استعمال کی جائے۔'' یہ سچ بات ہے۔ اور میں ایسی عورتوں سے نفرت

کرتا ہوں۔ یہ سچ بات ہے۔اور میں ابھی تک کسی ایسی تحریک کا متلاشی ہوں، جو مجھے یہی کچھ سوچنے سے باز رکھ سکے۔

(88) مگر، اسلیئے اب، ایک نیک عورت ایک مرد کے تاج کا قیمتی موتی ہوتی ہے۔اُسکا احترام کرنا چاہیے۔وہ......میری ماں بھی ایک عورت، اور میری بیوی بھی ایک عورت ہے، اور وہ بہت اچھی ہیں۔اور میں ہزاروں مسیحی بہنوں کو جانتا ہوں اور اُن کا از حد احترام کرتا ہوں۔لیکن اگر-اگر عورتیں اپنے اُس مقام کا احترام کریں جس پر خدا نے اُنھیں پیدا کیا ہے، یعنی مامتا اور حقیقی ملکہ، تو پھر سب ٹھیک ہے۔کسی مرد کو خدا جو سب سے اچھی چیز دے سکتا ہے، تو وہ ایک بیوی ہے۔نجات کے بعد، بیوی سب سے اچھی چیز ہے بشرطیکہ وہ ایک اچھی بیوی ہو۔لیکن اگر وہ ایسی نہیں ہے، تو سلیمان نے کہا تھا، ''نیک عورت اپنے شوہر کیلیئے تاج ہے، لیکن ایک-ایک ندامت لانے والی عورت اُسکی ہڈیوں میں بوسیدگی کی مانند ہے۔'' اور یہ سچ بات ہے، کیونکہ جو بات سب سے بدترین ہوسکتی ہے یہی ہے۔اسلیئے ایک نیک عورت......اسلیئے اگر میرے بھائی، اگر آپ کو ایک نیک بیوی ملی ہے، تو آپ کو چاہیے کہ اُسے احترام کا بلندترین مقام دیں۔ یہ بات سچ ہے، کہ آپ کو اُسکا احترام کرنا چاہیے۔یعنی ایک حقیقی عورت کا! اور، اے بچو، اگر آپ کو ایک حقیقی ماں ملی ہے جو گھر میں رہتی ہے اور آپ کی دیکھ بھال کرتی ہے، آپ کے کپڑے صاف رکھتی ہے، آپ کو اسکول بھیجتی ہے، آپ کو یسُوع کے متعلق سکھاتی ہے، تو آپکو دل وجان سے ایسی پیاری ماں کی عزت وتکریم کرنی چاہیے۔آپ کو اُس عورت کا احترام کرنا چاہیے، جی ہاں، جناب، اسلیئے کہ وہ ایک حقیقی ماں ہے۔

(89) وہ کینٹکی کے پہاڑی علاقوں کی جہالت کی باتیں کرتی ہیں۔آپ یہاں اِس ضمن میں بہت سنتے ہیں۔اُن بوڑھی ماوں میں سے کچھ ہالی ووڈ میں آکر آپ جدید زمانہ کی ماوں کو سکھاتی ہیں کہ بچوں کی پروش کیسے کرنی چاہیے۔اگر اُن میں سے کسی کی بیٹی رات گئے گھر آئے جس کے بال اُلجھے ہوئے ہوں، اور لبوں......لبوں پر، (آپ اِس کو کیا کہتے ہو؟) اور لبوں پر سرخی اور چہرے پر بناوسنگھار والی چیزیں لگی ہوں، اور لباس ایک طرف کھینچا ہو، اور اِس نے ساری رات باہر گزاری ہو، اور شراب کے نشے میں ہو، تو میرے بھائی، وہ ماں درخت سے چھڑی توڑکر ایسی پٹائی کریگی کہ وہ دوبارہ کبھی باہر نکلنے کا نام نہیں لیگی۔ میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں، کہ......ایسی ہی بات کسی قدر اگر آپ کے اندر آجائے، تو ہالی ووڈ بہت بہتر ہوجائے، اور ایک بہتر قوم ہوجائے۔ یہ درست بات ہے۔ یہ سچائی ہے۔

’’کچھ جدید سننے کی کوشش کرو،‘‘ یہ۔یہ ابلیس کی ایک چال ہے۔

(90) اب ، جب میں نے ،اُس چھوٹی لڑکی کو سگریٹ پیتے دیکھا ،تو میرا دل ٹوٹ گیا۔تو میں نے دل میں سوچا،’’یہ بچاری چھوٹی لڑکی۔‘‘

اور اُس لڑکی نے کہا،’’اوہ، بلی ، کیا تم سگریٹ لو گے؟‘‘

میں نے کہا،’’نہیں ،محترمہ۔‘‘میں نے کہا،’’میں سگریٹ نہیں پیتا۔‘‘

(91) اُس نے کہا،’’ابھی ،تم کہو گے کہ تم رقص بھی نہیں کرتے۔‘‘وہ رقص کرنا چاہتے تھے اور میں ایسا نہیں کرسکتا تھا۔اُنھوں نے بتایا کہ وہاں رقص ہونے والا تھا، جسے لوگ سکا مور گارڈنز کہتے ہیں۔

اور میں نے کہا،’’نہیں، میں ناچ نہیں سکتا۔‘‘

(92) اُس لڑکی نے کہا،’’اب ،تم رقص نہیں کرتے ،تم سگریٹ نہیں پیتے ،اور نہ ہی تم شراب پیتے ہو۔تو تم تفریح کیسے کرتے ہو؟‘‘

(93) میں نے کہا،’’ٹھیک ہے،لیکن میں ماہی گیری کرنا پسند کرتا ہوں۔‘‘اُسے اُن سے دلچسپی نہ تھی۔

پس اُس نے کہا،’’یہ سگریٹ لو۔‘‘

اور میں نے کہا،’’نہیں ،محترمہ،شکریہ۔میں سگریٹ نہیں پیتا۔‘‘

(94) میں تختے پر بیٹھا ہوا تھا۔آپ کو یاد ہو گا، کہ پرانی فورڈ گاڑیوں میں ایک تختہ سا لگا ہوتا تھا، اِسطرح میں اور وہ لڑکی ،پچھلی سیٹ پر،اُس تختے پر بیٹھے ہوئے تھے۔اور اُس نے کہا،’’تو تمہارا مطلب ہے کہ تم سگریٹ نہیں پیو گے؟‘‘

اور اُس نے پھر کہا،’’تو پھر ہم لڑکیاں تم سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔‘‘

میں نے کہا،’’نہیں ،محترمہ، میں نہیں سمجھتا کہ مجھے یہ کرنا ہو گا۔‘‘

(95) اُس نے کہا،’’اسلیئے ، کہ تم بڑے زنانہ سے ہو!‘‘اوہ، میرے خدایا! میں تو طاقتور جوان بننا چاہتا تھا، اسلیئے میں– میں یقیناً نہیں زنانہ کہلوا سکتا تھا۔دیکھیں ،میرا زندگی کا نظریہ یہ تھا، کہ میں انعام یافتہ لڑکا بنوں۔اسلیئے میں نے کہا......

’’تم کیا زنانہ! زنانہ کہتی ہو!‘‘

(96) میں یہ بات برداشت نہیں کرسکتا، پس میں نے کہا،’’لاؤ یہ مجھے دو!‘‘میں نے ہاتھ بڑھایا،

اور کہا، ''میں تمھیں دکھاتا ہوں کہ میں زنانہ ہوں یا نہیں۔'' میں نے سگریٹ لے لیا اور تیلی جلانے لگا۔ اب، میں جانتا ہوں کہ آپ......اب، میں اِس کا ذمہ دار نہیں ہوں کہ آپ کیا خیال کریں گے، میں صرف سچائی بتانے کا ذمہ دار ہوں۔ جب میں نے اُس سگریٹ کو پکڑ لیا، تو میں اُسے پینے کا پختہ ارادہ رکھتا تھا جیسے اِس بائبل کو اُٹھانے کا، دیکھیں، اور میں نے فوراً ایسی آواز سنی، ''شوووو!'' میں نے پھر کوشش کی سگریٹ پیوں، لیکن میں اُسے اپنے منہ تک نہ لا سکا۔ اور میں نے رونا شروع کر دیا، اور میں نے سگریٹ کو نیچے پھینک دیا۔ اور سب لڑکے لڑکیاں مجھ پر ہنسنے لگ گئے۔ اور میں گھر کی طرف بھاگ گیا، اور باہر، کھیت میں بیٹھ کر، روتا رہا۔ اور۔ اور یہ ایک خوفناک زندگی تھی۔

(97) مجھے یاد ہے کہ ایک دن میرے والد لڑکوں کے ہمراہ دریا پر گئے۔ میں اور میرا بھائی، ہم ایک کشتی میں سوار ہو کر دریا میں پھرتے، اور وہسکی بھرنے کیلئے اُس میں سے بوتلیں تلاش کر رہے تھے۔ ہم نے کوئی درجن بھر بوتلیں، دریا میں سے نکال لیں۔ والد میرے ساتھ تھے، اور اُن کے پاس چھوٹی چپٹی ...... مجھے یقین ہے کہ وہ چوتھائی لیٹر کی بوتلیں تھیں۔ وہاں ایک گرا ہوا درخت تھا، اور والد...... کے ساتھ ایک شخص تھا، جس کا نام مسٹر۔ ڈورن بش تھا۔ اور میں......اُس کے پاس بڑی اچھی کشتی تھی، اور میں اُس کا ساتھی بننا چاہتا تھا' کیونکہ میں اُس کی کشتی استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اُس کی پتوار بڑی اچھی تھی اور میری کشتی کی پتوار تھی ہی نہیں۔ ہم اُسے تختوں کی مدد سے چلاتے تھے۔ اور اگر وہ مجھے اپنی کشتی استعمال کرنے دیتا......پس، وہ ویلڈنگ کا کام کرتا تھا اور اُس نے والد صاحب کیلئے بھٹیاں بنائی تھیں۔ پس، وہ......وہ دونوں درخت پر ٹانگیں اِدھر اُدھر کر کے بیٹھ گئے، اور میرے والد نے پچھلی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہسکی کی ایک چپٹی بوتل نکال لی، اُسے اُس کے حوالے کیا اور اُس نے ایک گھونٹ لگا کر، بوتل والد صاحب کو واپس کر دی اور والد صاحب نے بھی اِس میں سے ایک گھونٹ لیا، اور درخت کے پہلو سے نکلی ہوئی ایک شاخ کیساتھ اُسے لٹکا دیا۔ اور مسٹر۔ ڈورن بش نے اُسے اُٹھا لیا، اور کہا، ''بلی، تم بھی لو۔''

میں نے کہا، ''شکریہ جناب، میں شراب نہیں پیتا۔''

(98) اُس نے کہا، ''ایک برینہم ہو کر، تم شراب نہیں پیتے ہو؟'' تقریباً سب ہی، ایام طفولیت میں مر گئے۔ اور اُس نے پھر کہا، ''اور تم ایک برینہم ہو کر، شراب نہیں پیتے ہو؟''

میں نے کہا، ''نہیں، جناب میں شراب نہیں پیتا۔''

''نہیں یہ نہیں پیتا،'' والد نے کہا،'' یہ میرے گھر میں ایک زنانہ ہوگیا ہے۔''

(99) میرا باپ مجھے زنانہ کہہ رہا تھا! میں نے کہا،'' یہ بوتل مجھے دو!'' اور میں نے بوتل کا ڈھکنا ہٹایا، اور وہسکی پینے کا ارادہ کیا، اور جونہی میں نے بوتل کو اُوپر لانا شروع کیا تو آواز آئی،'' شووووو!'' میں نے بوتل کو فوراً زمین پر رکھ دیا اور پوری رفتار سے میدان کی طرف بھاگ گیا، اور روتا رہا۔ کوئی چیز ایسی تھی جو مجھے ایسا نہیں کرنے دیتی تھی۔ سمجھے؟ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اچھا تھا (کیونکہ میں نے تو اُسے پینے کا ارادہ کرلیا تھا) لیکن یہ خدا کا فضل ہے، بلکہ یہ خدا کا عجیب فضل ہے جس نے مجھے اُن کاموں سے باز رکھا۔ میں خود تو، اُن کاموں کو کرنا چاہتا تھا، لیکن خدا نے مجھے ایسا کرنے نہ دیا۔

(100) بعد میں جب میں تقریباً بائیس سال کا ہوگیا، تو مجھے ایک پیاری سی لڑکی مل گئی تھی۔ وہ گرجا گھر جانے والی لڑکی تھی، اور جرمن لوتھرن گرجا گھر میں جاتی تھی۔ اُسکا نام برم بیک تھا، B-r-u-m-b-a-c-h، جو برمباو نام سے نکلا ہوا ہے۔ اور وہ بڑی اچھی لڑکی تھی۔ وہ سگریٹ یا شراب نہیں پیتی تھی، اور نہ۔ نہ ہی ناچ رنگ میں حصہ لیتی تھی، وہ بہت ہی اچھی لڑکی تھی۔ اُسکے ساتھ کچھ عرصہ ملاقات رہی، اور میں ...... تب، میں تقریباً بائیس سال کا تھا، اور میں نے کافی رقم جمع کر کے ایک پرانی فورڈ گاڑی خرید لی، اور میں ...... پھر ہم مل کر تفریح کیلئے جاتے تھے۔ اور اسطرح، اُس وقت تک، کوئی قریبی لوتھرن گرجا گھر نہ تھا، وہ وہاں ہاورڈ پارک سے آئے تھے۔

(101) اور وہ ...... وہاں ایک خادم تھا، ڈاکٹر رائے ڈیوس، جنھوں نے مشنری بپٹسٹ چرچ کیلئے میری مخصوصیت کی۔ بہن، اپشا ہی نے اپنے شوہر کو میرے پاس بھیجا، اور اُس نے ڈاکٹر ڈیوس کے متعلق، میرے ساتھ گفتگو کی۔ اور اُس وقت ڈاکٹر ڈیوس، فرسٹ بپٹسٹ چرچ میں منادی کرتا تھا، یا کہ۔ کہ ...... مجھے یقین نہیں کہ یہ فرسٹ بپٹسٹ چرچ تھا جو کہ جیفرسن ویل میں تھا۔ اُس وقت بھائی ڈیوس وہاں منادی کرتا تھا، اور ہم رات کو گرجا گھر جاتے تھے، اِسطرح ......ہم دونوں واپس آجاتے۔ میں نے ابھی تک کلیسیاء میں شمولیت اختیار نہیں کی تھی، لیکن میں اِس لڑکی کے ساتھ گرجا گھر چلا جاتا تھا۔ کیونکہ میرا اصل مقصد'' اُس لڑکی کے ساتھ رہنا تھا،'' مجھے پوری دیانتداری سے بیان کرنا چاہیے۔

(102) اِسطرح اُس کے ساتھ جاتے ہوئے، ایک دن ...... وہ لڑکی بڑے اچھے گھرانے سے تھی۔ اور میں نے سوچنا شروع کردیا،'' کہ تم جانتے ہو، تم جانتے ہو، کہ تمہیں اُس لڑکی کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یہ۔ یہ اچھی بات نہیں ہے، کیونکہ وہ بڑی اچھی لڑکی ہے، اور میں غریب ہوں

اور-اور میں ......'' میرے والد کی صحت بھی گر چکی تھی، اور میں-میں ......اور اِسطرح کی لڑکی کے ساتھ زندگی گذارنے کیلیئے میرے پاس روزی کمانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، جوایک عمدہ گھر میں رہنے کی عادی تھی اور جن کے فرش پر قالین بچھی ہوئی تھی۔

(103) مجھے یاد ہے جب میں نے پہلی مرتبہ قالین دیکھی، میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کیا چیز تھی۔ میں اُسکے باہر باہر سے گزرا۔ میرا خیال تھا کہ یہ میری زندگی کی دیکھی ہوئی خوبصورت ترین چیز تھی۔ ''اُنہوں نے اتنی خوبصورت چیز فرش پر کیوں ڈالی ہے؟'' یہ پہلی قالین تھی جو میں نے کبھی دیکھی تھی۔ یہ-یہ ان چیزوں میں ایک تھی......میرا خیال ہے کہ وہ اُنھیں'' قالین ہی کہتے ہیں۔'' شاید مجھ سے اِس میں غلطی ہورہی ہے۔ یہ کچھ اسطرح بنی ہوئی ہے جیسے'' دھاگے کی بتیاں'' یا کچھ اسطرح سے باہم بنی ہوئی ہیں، جن کو فرش پر ڈالا جاتا ہے۔خوبصورت سبز اور سرخ رنگ کی، اور آپ جانتے ہیں، کہ ان کے درمیان میں بڑے بڑے پھول بنائے جاتے ہیں۔ یہ بہت خوبصورت چیز تھی۔

(104) مجھے یاد ہے کہ میں-میں نے اپنے ذہن میں فیصلہ کرلیا تھا کہ میں اُسے کہوں گا کہ میرے ساتھ شادی کرلو، یا پھر میں اُس سے دُور چلا جاوں گا تاکہ کوئی ایسا آدمی اُس سے شادی کرے، جو اُس کے لئے اچھا ثابت ہو، اور اُس کے لئے کما سکے اور اُسکے ساتھ شفقت کا سلوک کرے۔ میں بھی اُس کیساتھ شفقت کا سلوک کرسکتا تھا، لیکن میری-میری-میری آمدن بیس سینٹ فی گھنٹہ تھی۔ پس میں اُس کیلیئے اتنا زیادہ نہیں کما سکتا تھا۔اور میں ...... ہمارا گھرانہ بہت بڑا تھا، والد صاحب کی صحت گر چکی تھی، اور مجھے اُن سب کی کفالت کرنی تھی، اسلیئے میرے لیے یہ بہت ہی مشکل وقت تھا۔

(105) اسطرح میں نے سوچا،'' ٹھیک ہے، اب میں صرف ایک ہی کام کرسکتا ہوں کہ اُسے بتادوں کہ میں-میں ......تمہارا...... میں-میں تمہارا سہارا نہیں بن سکوں گا، کیونکہ میں تمہاری خوشحال زندگی برباد کرنے کیلیئے تمہارے متعلق بہت سوچتا رہا ہوں اور بہت عرصہ تمہیں بیوقوف بنائے رکھا ہے۔'' پھر میں نے سوچا،'' اگر کوئی اور شخص اِسے سہارا دے اور اِس سے شادی کرلے، اور اِسے پیارا سا گھر دے۔ اور اگر میں اُسے حاصل نہ کرسکوں، تو میں-میں صرف اتنا جاننے کی کوشش کرونگا کہ وہ خوشی میں زندگی گزار رہی ہے۔''

(106) اور پھر میں سوچتا،'' لیکن میں-میں اسطرح-میں اسطرح اُس سے دستبردار بھی نہیں ہوسکتا!'' اور یوں میں-میں خوفناک صورتِ حال سے دوچار تھا۔ اور بہت دنوں تک میں اسی بات کے

متعلق سوچتا رہا۔اور میں اتنا بزدلی کا شکار رہا کہ اُسے شادی کیلئے نہ کہہ سکا۔ ہر رات میں اپنا ذہن اِس بات کیلئے تیار کرتا، ''کہ آج میں اُسے شادی کیلئے کہوں گا۔'' اور، جب میں، اوہ، وہ کیا ہوتی ہیں، تتلیاں، یا کچھ اور جنھیں آپ پکڑتے ہیں......؟ آپ سب بھائیوں کو باہر یہ تجربہ حاصل ہوا ہوگا۔اور سب سے بڑا مضحکہ خیز احساس یہ ہوتا تھا، کہ میرا چہرہ ہنسنے لگتا تھا۔ میں- میں نہیں جانتا تھا۔اور میں اُس سے شادی کا نہیں کہہ پاتا تھا۔

(107) پس میں اندازہ کرسکتا ہوں کہ آپ حیران ہوں گے کہ پھر میں نے شادی کیسے کرلی۔کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا؟ میں نے اُسے خط لکھ کر پوچھا۔اور اسطرح......اب، میں نے صرف ''ڈیئر مس،'' ہی نہیں بلکہ کچھ زیادہ لکھا تھا (آپ جانتے ہیں) اِس خط میں اپنائیت کا پہلو غالب تھا۔ یہ محض ایک- ایک معائدہ نہ تھا، بلکہ یہ...... بلکہ میں جتنا اچھا لکھ سکتا تھا، اُتنا ہی بہترین لکھا۔

(108) اور میں اُس کی ماں سے کچھ خوفزدہ تھا۔اُسکی ماں...... وہ ذرا سخت گیر قسم کی تھی۔اور، اُس کا والد ہالینڈ کا ایک بڑا ہی شریف باشندہ تھا، وہ بڑا نرم اور خوش مزاج تھا۔ وہ ریلوے کے ملازموں کے، ادارے کا بانی تھا، ریلوے کے کام میں، وہ اُن زمانوں میں پانچ سو ڈالر ماہانہ کماتا تھا۔ اور میں جو اُسکی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا، بیس سینٹ فی گھنٹہ کماتا تھا۔اوہ! میں جانتا تھا کہ اِس سے کام کبھی نہیں چلے گا۔اور اُسکی ماں بہت......اب، وہ خود بڑی اچھی خاتون تھی۔اور وہ- وہ اعلیٰ طبقے کے لوگوں سے تعلق رکھنے والی تھی، اور آپ جانتے ہیں، اسلیئے میں اُن کی نظر میں کوئی کارآمد شخص نہیں ہوسکتا تھا، آپ جانتے ہیں، اور اُس کی ماں کسی بھی طرح سے مجھے نہیں چاہتی تھی۔ میں تو ایک گنوار دیہاتی لڑکا تھا، اور اُس کی ماں چاہتی تھی کہ ہوپ کسی اچھے طبقے کے لڑکے کو اپنائے، اور میں- میں - میں سمجھتا تھا کہ وہ عورت درست تھی۔اور اسطرح......لیکن یہ میں- میں اُس وقت نہ سوچ سکا۔

(109) پس میں نے سوچا، ''ٹھیک ہے، اب، میں نہیں جانتا کہ یہ کیونکر ہوگا۔ میں- میں اُس کے ڈیڈی سے نہیں پوچھ سکتا، اور میں- میں یقیناً اُسکی ماں سے بھی نہیں پوچھ سکتا۔اسلیئے میں پہلے لڑکی سے پوچھوں گا۔'' پس میں نے ایک خط لکھا۔اور صبح کام پر جاتے ہوئے، میں نے خط ڈاک کے ڈبے میں ڈال دیا۔ڈاک کے ڈبے میں...... یہ پیر کی صبح تھی، اور ہم بدھ کی شام کو گرجا گھر جایا کرتے تھے۔ اور اتوار کے روز میں سارا دن اُسے بتانے کی کوشش کرتا رہا کہ میں اُس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے ایسا کرنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔

(110) پس میں نے خط کو ڈاک کے ڈبے میں ڈال دیا۔ اور اُس روز کام کرتے ہوئے میں نے سوچا، ''اگر اُس کی ماں نے خط پکڑ لیا ہو تو؟'' اوہ، میرے خدایا! تب میں جانتا تھا کہ اگر۔ اگر اُس کی ماں خط پکڑ لیتی تو میں برباد ہو جاتا، کیونکہ اُس کی ماں مجھے اتنی اہمیت نہیں دیتی تھی۔ ٹھیک ہے، یہ سوچ سوچ کر میرے پسینے چھوٹنے لگے۔

(111) اور اُس بدھ کی رات جب میں وہاں آیا، اوہ، میرے خدایا، میں نے سوچا، ''میں اُدھر کس طرح جاونگا؟ اگر خط اُس کی ماں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ یقیناً میری خبر لیگی، لیکن مجھے اُمید ہے کہ خط ہوپ کو مل گیا ہوگا۔'' کیونکہ میں نے اُس پر ''ہوپ لکھا تھا۔'' ہوپ، یہ اُس لڑکی کا نام تھا۔ اور اِسطرح میں نے سوچا، ''کہ میں صرف ہوپ کے نام ہی لکھوں گا۔'' اور اسطرح...... پھر میں سوچنے لگا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ خط اُس کی ماں کے ہاتھ نہ لگا ہو۔

(112) پس میں نے اسی میں بہتری سمجھی کہ باہر ٹھہروں اور ہارن بجا کر اُسے بلالوں۔ اوہ، میرے خدایا! اگر کسی لڑکے میں اتنی ہمت بھی نہ ہو کہ لڑکی کے گھر جا کر اُسکے دروازے پر دستک دے سکے اور لڑکی کے بارے میں پوچھ سکے، تو وہ باہر رہ کر بھی کوئی مقصد حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ بالکل سچ بات ہے۔ یہ بڑی بیوقوفی ہے۔ یہ نکما پن ہے۔

(113) پس میں نے اپنی پرانی فورڈ گاڑی کو کھڑا کیا، اور آپ جانتے ہیں، میں نے اُسے اچھی طرح چمکا رکھا تھا۔ اور اسطرح میں نے جا کر دروازے پر دستک دی۔ خدا رحم کرے، اُسکی ماں دروازے پر نمودار ہوئی! میں اپنی سانس کو قابو میں نہ رکھ سکا، اور میں نے کہا، ''آپ کے مزاج کیسے۔ کیسے۔ کیسے ہیں، مسز۔ برم بیک؟'' اُس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔

(114) اُس نے پوچھا، ''ولیم، تمہارا کیا حال ہے۔''

میں نے دل میں کہا، ''اوہ۔ ہو، 'ولیم'!''

اور۔ اور اُس نے پھر کہا، ''کیا تم اندر نہیں آوگے؟''

(115) میں نے کہا، ''شکریہ۔'' اور میں دروازے سے اندر چلا گیا۔ میں نے پوچھا، ''کیا ہوپ تیار ہو چکی ہے؟''

(116) اور اُسی لمحے ہوپ بھی آ گئی، جو تقریباً سولہ سال کی لڑکی تھی۔ اور اُس نے کہا، ''کیسے ہو، بلی!''

(117) اور میں نے پوچھا، ''تم کیسی ہو، ہوپ۔'' اور میں نے پھر کہا، ''ہوپ کیا تم گرجا گھر جانے کیلئے تیار ہو؟''

اُس نے کہا، ''صرف ایک منٹ میں۔''

(118) میں نے سوچا، ''اوہ، میرے خدایا! اِسے خط نہیں ملا۔ اِسے نہیں ملا۔ یہ اچھا ہوا، اچھا ہوا، یہ اچھا ہے۔ اگر وہ خط ہوپ کو نہ ملا ہو، تو بالکل ٹھیک ہی ہوگا، کیونکہ وہ اُسے مجھے منسوب کرتی۔'' یوں میں نے بہت اچھا محسوس کیا۔

(119) اور پھر جب میں گرجا گھر پہنچا، تو میں سوچتا رہا، ''اگر خط اُسے مل گیا تو پھر کیا ہوگا؟'' سمجھے؟ میں کچھ نہ سن سکا کہ ڈاکٹر ڈیوس کیا کہہ رہا تھا۔ میں نے ہوپ پر نگاہ رکھی، اور سوچتا رہا، ''اگر خط اِسے ملا ہو، تو یہاں سے نکلنے کے بعد، میں اُس سے پوچھوں گا تو وہ مجھے اُس کے متعلق کیا بتائیگی۔'' اور میں کچھ نہ سن سکا کہ بھائی ڈیوس کیا سنا رہے تھے۔ اور۔ اور میں نے پھر ہوپ پر نظر کی، اور سوچا، ''کہ میں، اِسے چھوڑ دینا گوارا نہیں کرسکتا، لیکن ......اور میں۔ میں ...... یقیناً کچھ نہ کچھ نتیجہ سامنے آئے گا۔''

(120) عبادت کے بعد ہم گھر جانے کیلئے، اپنی گاڑی تک جانے کیلئے، گلی میں۔ میں پیدل چلے آرہے تھے۔ چاند بھی پوری طرح چمک رہا تھا، اور آپ جانتے ہیں، اور میں نے ہوپ کی طرف دیکھا وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ میں نے اُس پر نظر کرکے، دل میں سوچا، ہاں لڑکے، ''میرے خدایا، میں اِسے کیونکر حاصل کرسکوں گا، لیکن مجھے لگتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہوسکتا۔''

(121) میں کچھ اور آگے چلا، اور آپ جانتے ہیں، پھر میں نے پھر اُس کی طرف دیکھا۔ اور کہا، ''آج رات تم کیسا۔ کیسا محسوس کررہی ہو؟''

اُس نے کہا، ''اوہ، میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

(122) جب ہم گھر پہنچے تو پرانی فورڈ گاڑی کو روکا اور نیچے اُترے، اور آپ جانتے ہیں، اور گاڑی کے گرد گھوم کر، کونے کے پاس سے گزر کر اُسکے گھر تک پہنچ گئے۔ میں اُس کے ساتھ دروازے تک چلا جارہا تھا۔ میں نے سوچا، ''تم جانتے ہو، شاید خط اُسے ملا ہی نہیں، اسلیئے مجھے بھی خط کو بھول جانا چاہیے۔ اسطرح مجھے عزت کا ایک اور ہفتہ میسر آجائیگا۔'' یوں میں بہت اچھا محسوس کرنے لگا۔

اُس نے کہا، ''بلی کیا سب ٹھیک ہے؟''

میں نے کہا، ’’جی ہاں۔‘‘

پھر اُس نے کہا، ’’مجھے تمہارا خط مل گیا تھا۔‘‘

اوہ، میرے خدایا!

میں نے کہا، ’’کیا تمہیں مل گیا تھا؟‘‘

(123) اُس نے کہا، ’’ہوں۔‘‘ اچھا، لیکن وہ چلتی رہی، اور اُس نے اور کچھ نہ کہا۔

(124) میں نے دل میں کہا، ’’خاتون، مجھے کچھ تو بتا۔ یا مجھے بھگا دے یا مجھے بتا دے کہ تو نے اِس کے بارے میں کیا سوچا۔‘‘ اور میں نے کہا، ’’کیا تم -تم نے اُسے پڑھا تھا؟‘‘

اُس نے کہا، ’’ہوں۔‘‘

(125) میرے عزیزو، آپ جانتے ہیں کہ کوئی عورت کس طرح تجسس میں ڈالتی ہے۔ اوہ، میں -میں اِس طرح سے نہیں چاہتا تھا، کیا آپ سمجھ رہے ہیں۔ کیا آپ سمجھے؟ لیکن، کسی بھی طرح، آپ جانتے ہیں، میں- میں نے سوچا، ’’اب تم کیسے کچھ کہو گے؟‘‘ سمجھے، اور میں بھی آگے چلتا رہا۔ میں نے کہا، کیا تم نے سارا خط پڑھا تھا؟‘‘

اور اُس نے کہا...... [ٹیپ پر خالی جگہ ہے- ایڈیٹر۔] ’’ہوں۔‘‘

(126) ہم تقریباً دروازے کے قریب پہنچ گئے تھے، اور میں نے دل میں کہا، ’’لڑکے، اندر مت جانا، کیونکہ وہاں سے تمہارے لیے بھاگنا مشکل ہو جائیگا، اسلیئے مجھے یہیں پر معلوم کر لینا چاہیے۔‘‘ اور یوں میں نے انتظار کیا۔

(127) اور اُس نے کہا، ’’بلی، میں ایسا کرنا پسند کرونگی۔‘‘ اُس نے کہا، ’’میں تم سے محبت کرتی ہوں۔‘‘ خدا اُس کی روح کو برکت دے، اب وہ جلال میں جا چکی ہے۔ اُس نے کہا، ’’میں واقعی تم سے محبت کرتی ہوں۔‘‘ پھر کہا، ’’میں سوچتی ہوں کہ ہمیں اِس بات کے متعلق، اپنے والدین کو بتا دینا چاہیے۔ کیا تم بھی ایسا ہی نہیں سوچتے؟‘‘

(128) میں نے کہا، ’’پیاری، سنو، اِس ذمہ داری کو آدھا آدھا کر لیں گے۔‘‘ میں نے کہا، ’’اگر تم اپنی ماں کو بتا سکو تو میں تمہارے والد کو بتا دوں گا۔‘‘ آغاز ہی سے، خطرناک حصہ اُسے مل گیا تھا۔

اُس نے کہا، ’’ٹھیک ہے، لیکن تمہیں پہلے میرے والد کو بتانا ہو گا۔‘‘

میں نے کہا، ’’ٹھیک ہے، میں اُنھیں اتوار کی رات بتا دوں گا۔‘‘

(129) اور پھر اِسطرح اتوار کی رات بھی آ گئی، اور میں ہوپ کو گرجا گھر سے اُس کے گھر لے آیا اور...... اُسکا دھیان میری طرف تھا۔ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا، تو ساڑھے نو بج چکے تھے، اور یہ میرے جانے کا وقت تھا۔ چارلی صاحب اپنی میز پر بیٹھے، کچھ ٹائپ کر رہے تھے۔ اور مسز۔ برم بیک کونے میں بیٹھی، کروشیئے سے کچھ بُن رہی تھی، آپ کو معلوم ہے، کہ کس طرح سے وہ کنڈیاں سی چیزوں میں لگائی جاتی ہیں، آپ اِس سے واقف ہیں۔ میں نہیں جانتا آپ اِسے کیا کہتے ہیں۔ پس وہ اِسی طرح کا کوئی کام کر رہی تھی۔ اور ہوپ میری طرف دیکھے جاری تھی، آپ جانتے ہیں، اِس نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے، اپنے ڈیڈی کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں...... اوہ، میرے خدایا! میں نے سوچا، ''کیا ہوگا، کہ اگر اُس نے انکار کر دیا؟'' یہ سوچتا ہوا میں دروازے کی طرف چل دیا، اور چلتے ہوئے میں نے کہا، ''اچھا جی، میرا خیال ہے کہ اب مجھے چلنا چاہیے۔''

(130) میں دروازے کی طرف چلنے لگا، اور۔ اور وہ بھی مجھے دروازے تک چھوڑنے کیلئے میرے ساتھ چل پڑی۔ وہ ہمیشہ دروازے تک آتی اور مجھے ''شب بخیر کہتی۔'' پس میں دروازے کی طرف چلتا گیا، اور اُس نے کہا، ''کیا تم ڈیڈی کو نہیں بتاؤ گے؟''

(131) میں نے کہا، ''ہوں!'' میں نے کہا، ''میں یقیناً بتانے کی کوشش کروں گا، لیکن میری ۔میری۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں یہ کیسے کروں۔''

(132) اور ہوپ کہنے لگی، ''میں واپس چلی جاتی ہوں اور تم ڈیڈی کو باہر بلا لو۔'' پس وہ واپس چلی گئی اور میں تنہا کھڑا رہ گیا۔ اور میں نے آواز دیتے ہوئے کہا، ''چارلی صاحب۔''

چارلی صاحب نے مڑ کر کہا، ''ہاں، بل کیا بات ہے؟''

میں نے کہا، ''کیا آپ ایک منٹ کیلئے میری بات سنیں گے؟''

(133) اُس نے کہا، ''یقیناً سنوں گا۔'' وہ اپنے میز پر سے اُٹھ گئے۔ مسز۔ برم بیک نے پہلے اپنے خاوند کی طرف، پھر ہوپ کی طرف، اور پھر میری طرف دیکھا۔

اور میں نے کہا، ''کیا آپ برآمدہ تک تشریف لائیں گے؟''

چارلی صاحب نے کہا، ''ہاں، میں باہر آ جاتا ہوں۔''

یوں وہ باہر برآمدہ تک آ گئے۔

میں نے کہا، ''آج بڑی خوبصورت شب ہے، کیا نہیں ہے؟''

اور چارلی صاحب نے کہا،''ہاں، ایسا ہی ہے۔''

میں نے کہا،''یقیناً کچھ گرم سا بھی ہے۔''

''یقیناً ایسا ہی ہے،'' میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

(134) میں نے کہا،''میں بڑا سخت کام کرتا ہوں،'' میں نے کہا،'' آپ جانتے ہیں، یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چنڈیاں پڑ گئی ہیں۔''

اُنہوں نے کہا،''بل، تم ہوپ کو اپنا سکتے ہو۔'' اوہ، میرے خدایا!'' تم اُسے اپنا سکتے ہو۔''

(135) میں نے دل میں کہا،''اوہ، یہ تو بہت اچھا ہوا۔'' میں نے کہا،'' چارلی صاحب، کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟'' اُس نے کہا...... میں نے کہا،'' دیکھیں، چارلی صاحب، میں جانتا ہوں کہ ہوپ آپکی بیٹی ہے، اور آپ صاحب ثروت ہیں۔''

(136) اور اُنہوں نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا،''سنو، بل، دولت ہی انسان کی زندگی میں سب کچھ نہیں ہے۔'' اُنہوں نے ایسا ہی کہا......

(137) میں نے کہا،'' چارلی صاحب، میں- میں صرف بیس سینٹ فی گھنٹہ کماتا ہوں، لیکن میں ہوپ سے محبت کرتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔ چارلی صاحب، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، کہ میں اُسے روزی بہم پہنچانے کیلیئے...... اتنا کام کروں گا، کہ میرے ہاتھوں پر یہ چنڈیاں بھی گھس جائیں گی۔ میں آخر تک اُسکے ساتھ وفادار رہوں گا۔''

(138) چارلی صاحب نے کہا،'' مجھے یقین ہے، بل۔'' اُنہوں نے کہا،''سنو، بل، میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔'' اُنہوں نے کہا،'' تم جانتے ہو، کہ خوشی وخرمی کا، انحصار دولت پر نہیں ہے۔'' چارلی صاحب نے پھر کہا،''بس ہوپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم ایسا ہی کرو گے۔''

میں نے کہا،''شکریہ، چارلی صاحب۔ میں یقیناً ایسا ہی کروں گا۔''

(139) اب اپنی ماما کو بتانے کی ہوپ کی باری تھی۔ میں نہیں جانتا کہ ہوپ نے ایسا کیسے کیا، لیکن ہماری شادی ہوگئی۔

(140) پس، جب ہماری شادی ہوئی، تو ہمارے پاس گھریلو انتظام کیلیئے، کوئی چیز نہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس دو یا تین ڈالر تھے۔ اِسطرح ہم نے ایک مکان لے لیا، جسکا ماہانہ کرایہ چار

ڈالر تھا۔ یہ چھوٹی سی، دو کمروں پر مشتمل جگہ تھی۔ کسی نے ہمیں ایک پرانا لیٹنے والا پلنگ دے دیا۔ اور میں سمجھتا ہوں آپ میں سے کسی نے ایسا پرانا لیٹنے والا پلنگ نہیں دیکھا ہوگا؟ کسی نے وہ ہمیں دے دیا تھا۔ میں سیرز اینڈ روبکس والوں سے ایک میز اور چار کرسیاں لے آیا، لیکن اِن-اِن پر رنگ نہیں کیا گیا تھا، لیکن آپ جانتے ہیں، کہ اُس وقت ہم نے وہ چیزیں خرید لیں۔ اور یوں پھر میں مسٹر۔ ویبر کی دکان پر چلا گیا، جو کہ ڈیلر تھا، اور کھانا بنانے کیلئے ایک چولھا خرید لایا۔ اور میں نے پچھتر سینٹ چولھے کے، اور ایک ڈالر کچھ دوسری چیزوں کیلئے دیا جس میں کافی چیزیں آگئیں۔ اور اسطرح ہم نے گھر کا انتظام کیا۔ اور مجھے یاد ہے کہ جو کرسیاں میں لایا ان پر گھاس کے تنکے استعمال کیے گئے تھے، اور تب میں نے اُن کرسیوں کو رنگ کیا۔ اور، اوہ، اگرچہ، ہم پھر بھی بڑے ہی خوش تھے۔ ہم ایک دوسرے کو چاہتے تھے، اور یہی سب سے ضروری بات تھی۔ اور خدا کے، رحم اور بھلائی کے باعث، ہم زمین پر دنیا کا سب سے خوش وخرم جوڑا تھے۔

(141) میں نے یہ سبق حاصل کیا، کہ خوشی وخرمی کا انحصار اِس پر نہیں کہ ہمارے پاس دُنیا کی کتنی چیزیں ہیں، بلکہ اِس میں ہے کہ جو حصہ ہم نے پایا ہے اُس سے ہم کس قدر مطمین ہیں۔

(142) اور یوں، کچھ عرصہ کے بعد، خدا نیچے آیا اور اُس نے ہمارے چھوٹے سے گھر کو برکت دی، ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام بلی پال رکھا گیا، وہ اِس وقت ٹھیک یہاں اِس عبادت میں موجود ہے۔ اور اِس کے تھوڑے عرصے بعد، یعنی گیارہ ماہ بعد، خدا نے ہمیں اور برکت دی اور ہمارے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام شارون روز رکھا گیا، جو کہ لفظ ''شارون کے گلاب سے لیا گیا تھا۔''

(143) اور مجھے یاد ہے کہ ایک دن، میں نے کچھ پیسے بچا رکھے تھے اور میں چھٹیاں منانے کی نیت سے، پاء پاء جھیل پر، مچھلیاں پکڑنے جا رہا تھا۔ اور واپسی کے راستے میں......

(144) اور اِس عرصہ کے دوران...... میں اپنی تبدیلی کا واقعہ چھوڑ رہا ہوں۔ میری زندگی تبدیل ہوئی۔ اور میری مخصوصیت ڈاکٹر رائے ڈیوس نے، مشنری بپٹسٹ چرچ میں کی، میں ایک خادم بن گیا اور جیفرسن ویل میں ایک گرجا گھر تعمیر کیا جہاں اب میں خدا کا کلام سناتا ہوں۔ میں اِس چھوٹی سی کلیسیاء میں پاسبانی کا کام سرانجام دے رہا تھا۔ اور میں......

(145) میں نے سترہ سال اِس کلیسیاء میں پاسبانی کا کام کیا، مگر کبھی بھی کسی سے کوئی روپیہ پیسہ نہ لیا۔ میں لینے پر ایمان نہیں رکھتا...... حتیٰ کہ وہاں چندے کی تھیلی ہی نہ تھی۔ اور اِسی طرح، جو کچھ

دہ یکیاں آتی تھیں، اُن کیلئے گرجا گھر کی پچھلی جانب ایک ڈبہ رکھا ہوا تھا، جس پر یہ چھوٹی سی آیت لکھی تھی، ''جو کچھ تم نے اِن چھوٹوں میں سے ایک کیساتھ کیا، تو وہ میرے ہی ساتھ کیا۔'' اور ہم نے گرجا گھر کا قرض اِسی طرح سے اُتارا تھا۔ ہم نے دس سال کیلئے قرضہ لیا تھا کہ اِس عرصہ میں قرض چکائیں گے، لیکن ہم نے دو سال سے بھی کم عرصہ میں قرض ادا کر دیا۔ لیکن میں کسی بھی قسم کا ہدیہ کبھی نہ لیتا تھا۔

(146) میرے پاس، اوہ، چند ڈالر تھے جو میں نے چھٹیاں گذارنے کیلئے بچائے تھے۔ ہوپ، بھی، فائن شرٹ فیکٹری میں کام کرتی تھی۔ وہ بڑی پیاری دوشیزہ تھی۔ اُس کی گور شاید آج بھی برفانی ڈھیر ہو، لیکن وہ اب بھی میرے دل میں جگہ رکھتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اُس نے میری مدد کرنے کیلئے کتنی محنت کی تا کہ میں اِس جھیل پر مچھلیاں پکڑنے جا سکوں۔

(147) اور جب میں جھیل سے واپس آ رہا تھا، تو انڈیانا، کے مشوا کا اور ساوتھ بینڈ میں، دیکھنا شروع کیا، تو میں نے دھیان دیا کہ کچھ کاروں اور گاڑیوں کے پیچھے، یہ الفاظ کچھ عجیب سے لگتے ہیں، ''کہ صرف یسُوع۔'' اور میں نے سوچا، ''یہ کچھ عجیب سا لگتا ہے، 'صرف یسُوع۔''' میں نے اِس تحریر پر غور کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ سائیکل، فورڈ، کیڈلاک کاریں، وغیرہ یہ جو کچھ بھی تھا اور یہ کہیں جا رہی تھیں اور اُن پر لکھا تھا، ''صرف یسُوع۔'' میں نے چند ایک کا تعاقب کیا، اور وہ ایک بڑے گرجا گھر میں جا پہنچیں۔ اور مجھے پتہ چلا کہ وہ پنتی کاسٹل تھے۔

(148) میں نے پنتی کاسٹل کا حال سن رکھا تھا، کہ ان میں سے کچھ ''جنونی ہوتے ہیں جو فرش پر لیٹ جاتے ہیں اور منہ سے کچھ بڑ بڑاتے ہیں،'' اور اِسی طرح کی اور باتیں مجھے بتائی گئی تھیں۔ اسلیئے میں اِس سے کوئی واسطہ رکھنا نہ چاہتا تھا۔

(149) میں نے ان لوگوں پر توجہ کی کہ وہ سب اندر جا رہے ہیں، اور میں نے دل میں کہا، ''میں بھی ضرور اندر جاوں گا۔'' پس میں نے اپنی فورڈ گاڑی کھڑی کی اور اندر چلا گیا، اور وہ بہترین حمد و ثنا گا رہے تھے جو آپ نے کبھی اپنی زندگی میں سنی ہو! اور مجھے پتہ چلا کہ وہاں دو بڑی کلیسیائیں تھیں، جو پی۔ اے۔ آف جے۔ سی۔ اور پی۔ اے۔ آف ڈبلیو۔ کہلاتی ہیں، آپ میں سے بہت سے لوگوں کو یہ پرانی تنظیمیں یاد ہوں گی...... میرا خیال کہ وہ متحد ہو کر، اب، یونائیٹڈ پنتی کاسٹل کلیسیائیں کہلاتی ہیں۔ خیر، میں نے اُنکے کچھ اُستادوں کے پیغام سنے۔ وہ اُس مقام پر کھڑے ہوتے، اوہ، وہ یسُوع کے بارے میں سکھا رہے تھے کہ وہ کتنا عظیم تھا، اور اُس کی ہر بات کتنی عظیم تھی، اور پھر ''رُوح اُلقدس

کے بپتسمہ کی تعلیم دے رہے تھے۔'' میں نے سوچا، ''یہ کیا بیان کر رہے ہیں؟''

(150) اور، تھوڑی دیر بعد، ایک شخص کھڑا ہو گیا اور غیر زبانیں بولنے لگا۔ خیر، میں نے اپنی ساری عمر میں ایسی چیز کا کبھی ذکر نہ سنا تھا۔ اور ایک عورت بھی آ نکلی اور وہ پورے زور سے بھاگ رہی تھی جتنی کہ وہ بھاگ سکتی تھی۔ پھر وہ سب کھڑے ہوئے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ اور میں نے سوچا، ''ٹھیک ہے، بھائی، لیکن یقیناً یہ لوگ کلیسیائی اطوار سے ناواقف ہیں!'' یہ چیخ رہے ہیں اور بلند آواز سے چلا رہے ہیں، میں نے دل میں سوچا، ''یہ کس قسم کا گروہ ہے!'' لیکن، آپ کو علم ہونا چاہیے، کہ میں جتنی زیادہ دیر وہاں بیٹھا رہا، اُتنا ہی زیادہ اُسے پسند کرنے لگا، یہاں کوئی ایسی چیز تھی۔ یقیناً وہاں کوئی چیز تھی جو درحقیقت اچھی تھی۔ اور میں نے غور سے اُنھیں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ سلسلہ جاری رہا۔ میں نے دل میں کہا، ''میں کچھ دیر اِن لوگوں کو اور برداشت کروں گا، کیونکہ میں ...... میں دروازے کے قریب ہی ہوں۔ اگر کوئی افراتفری پیدا ہوئی، تو میں دروازے سے بھاگ جاوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میری کار، کس کونے میں کھڑی ہے۔''

(151) میں نے دوسرے مبلغین کو بھی سننا شروع کر دیا، جن میں علماء بھی تھے اور طلباء بھی۔ اسلیئے، میں نے سوچا، ''یہ اچھی چیز ہے۔''

اور پھر رات کے کھانے کا وقت ہو گیا، اور اُنہوں نے کہا، ''سب کھانے کیلیئے آ جائیں۔''

(152) میں نے دل میں کہا، ''ذرا ٹھہر جا۔ میرے پاس گھر جانے کیلیئے پونے دو ڈالر ہیں، اور میں ......'' گاڑی میں تیل ڈلوانے کیلیئے میرے پاس یہی پیسے تھے۔ جس کے ذریعے مجھے گھر پہنچنا تھا۔ میری فورڈ گاڑی پرانی تھی، یہ بہت ہی پرانی گاڑی تھی۔ یہ تیز نہ تھی، یہ اِسطرح تھی جیسے یہاں باہر ایک گاڑی کھڑی ہے، یہ صرف پرانی تھی۔ اور یہ...... میں سمجھتا تھا کہ فورڈ تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر سکتی ہے، لیکن بلاشبہ یہ پندرہ میل جانے کا اور پندرہ میل آنے کا سفر تھا۔ کیا آپ سمجھ گئے، ان کو جمع کریں، تو تیس میل سفر بنتا ہے۔ اور اسطرح...... میں نے دل میں سوچا، ''ٹھیک ہے، میرا خیال ہے کہ میں باہر چلا جاتا ہوں اور بعد میں......'' میں رات کی عبادت کیلیئے ٹھہر گیا۔

(153) اور، پھر، اُس خادم نے کہا، ''تمام خادم لوگ، خواہ وہ کسی تنظیم سے ہوں، پلیٹ فارم پر آ جائیں۔'' خیر، وہاں تقریباً دو سو افراد تھے، میں بھی پلیٹ فارم پر چلا گیا۔ اور پھر اُس نے کہا، ''اب، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ سب کو کلام سنانے کا موقع دیا جائے۔'' اُس نے کہا، ''بس

باری باری آ کر اپنا نام بتائیں اور یہ کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔''

(154) خیر، جب میری باری آئی، تو میں نے کہا، ''ولیم برینہم، بپٹسٹ۔ جیفرسن ویل، انڈیانا۔'' اور پھر چلتے ہوئے نیچے آ گیا۔

(155) میں نے باقی سب کو یوں کہتے سنا تھا، پنتی کاسٹل، پنتی کاسٹل، پی۔اے۔ آف ڈبلیو۔، پی۔اے۔جے۔سی۔، پی۔اے۔ڈبلیو۔، پی......''

(156) جب میں چلتا ہوا گیا تھا۔ تو میں نے سوچا، ''ٹھیک ہے، مگر میرا خیال ہے کہ میں ان کے بیچ میں بدصورت بطخ کے بچے کی طرح ہوں۔'' اسلیئے میں بیٹھ کر، انتظار کرنے لگا۔

(157) اور، اُس روز، اُن کے پاس بڑے اچھے، نوجوان خادم تھے، جنھوں نے بڑے زوردار پیغام دیئے تھے۔ اور پھر اُنھوں نے کہا، ''آج رات ہمارے لیے پیغام پیش کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں......'' اور میرا یقین ہے کہ اُنھوں نے اسکے لیے جو لفظ پکارا یا استعمال کیا تھا وہ تھا، ''ایلڈر۔'' اور وہ اپنے خادموں کیلئے، لفظ ''ریورنڈ'' کی بجائے لفظ ''ایلڈر'' کو استعمال کرتے تھے۔'' اُنھوں نے ایک سیاہ فام بزرگ آدمی کو دعوت دی، جس نے پرانے منادوں والا کوٹ پہن رکھا تھا۔ میرا خیال نہیں کہ آپ میں سے کبھی کسی نے دیکھا ہو۔ آپ جانتے ہیں، اُس کی پشت کی طرف کبوتر کی دم جیسا لمبا کپڑا ہوتا ہے، جس کیساتھ ویلوٹ کا کالر لگا ہوتا ہے، اور اِس کے سر کے گرد سفید بالوں کا محض ایک حلقہ سا باقی تھا۔ اُس بچارے بوڑھے آدمی کا، اِس طرح کا حلیہ تھا، آپ جانتے ہیں۔ اور وہ کھڑا ہوا اور اُس نے رخ بدلا۔ وہاں تقریباً سارے ہی خادم یسُوع کے بارے میں اور اُسکی عظمت کے بارے میں بتا رہے تھے...... کہ یسُوع کتنا عظیم تھا، اور اسی طرح کی اور باتیں، لیکن اُس بزرگ بندے نے ایوب کی کتاب میں سے حوالہ کو متن کے طور پر لیا۔ ''تو کہاں تھا جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی، اور جب صبح کے ستارے مل کر گاتے تھے اور خدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے؟''

(158) اور اُس بوڑھے ساتھی کو دیکھ کر، میں نے سوچا، ''اُنھوں نے نوجوان خادموں میں سے کسی کو کلام کرنے کیلئے کیوں نہیں بلایا؟'' بہت...... وہ جگہ لوگوں سے بہت بھری ہوئی تھی۔ اور میں سوچ میں تھا، ''کہ اُنھوں نے اسطرح کیوں نہیں کیا؟''

(159) اسطرح اُس بزرگ خادم نے، یہ بیان کرنے کی بجائے کہ یہاں زمین پر کیا ہو رہا ہے، اُس نے یہ بیان کرنا شروع کیا کہ آسمان پر ہر وقت کیا ہوتا رہتا ہے۔ خیر، وہ یسُوع کو ابتداء میں وقت

کے آغاز پر لے گیا، اور دوسری آمد میں واپس افقی قوسِ قزح پر لے آیا۔ بلاشبہ، میں نے اُس وقت تک کبھی اپنی زندگی میں ایسا کلام نہ سنا تھا! اور تقریباً اُسی وقت رُوح اُس پر اُترا، اُس نے بہت اُونچی چھلانگ لگا کر اپنی ایڑیاں آپس میں ٹکرائیں، اپنے کندھے پیچھے پھینکے اور پلیٹ فارم پر اُچھلتے ہوئے، کہنے لگا، ''آپ لوگوں نے مجھے بولنے کیلئے پورا وقت نہیں دیا۔'' حالانکہ اُسے اِس سے زیادہ وقت ملا تھا جتنا مجھے یہاں ملا ہے۔

(160) میں نے دل میں سوچا، ''اگر یہ چیز اِس بوڑھے کو اِسطرح استعمال کر سکتی ہے، تو اگر یہ مجھ پر آ جائے تو کیا کرے گی؟'' میں-میں نے سوچا، ''کہ مجھے بھی اِس کی ضرورت ہے۔'' اسلیئے، کہ جب وہ کلام سنانے آ رہا تھا، تو مجھے اُس بوڑھے ساتھی پر افسوس ہو رہا تھا۔ لیکن، جب وہ پلیٹ فارم کو چھوڑ کر آ رہا تھا، تو مجھے خود پر افسوس ہو رہا تھا۔ اور میں اُسے جاتے دیکھے جا رہا تھا۔

(161) اور وہ رات میں نے باہر گزاری، اور میں نے دل میں کہا، ''اب، کل میں کسی کو پتہ نہیں چلنے دوں گا، کہ میں کون ہوں۔'' اور اُس رات میں نے جا کر، اپنی پتلون کو استری کیا۔ اور میں نے ...... میں نے کھانے کیلئے پرانی روٹی کے ٹکڑے خریدے، اور سونے کیلئے مکئی کے کھیتوں میں چلا گیا۔ میں ...... میں نے ایک سکے کے عوض پورا بنڈل خرید لیا۔ میں ایک نل سے، پینے کیلئے پانی بھر لایا۔ چونکہ مجھے علم تھا کہ یہ تھوڑی دیر بعد ختم ہو جائے گا۔ اسلیئے میں نے پانی بھر کر پیا، اور پھر روٹی کے ٹکڑے کھائے۔ اور کھانے کے بعد دوبارہ آ کر پانی پیا۔ پھر میں مکئی کے کھیتوں میں چلا گیا، گاڑی کی دو سیٹیں نکال لیں، اور اپنی پتلون کو ایک سیٹ پر پھیلایا اور دوسری سیٹ سے دبا کر اُسے استری کیا۔

(162) اور، اُس رات، تقریباً میں نے ساری رات دُعا میں گذاری۔ میں نے کہا، ''خداوند، یہ میں کہاں آ گیا ہوں؟ میں نے اپنی زندگی میں ایسے مذہبی لوگ نہیں دیکھے۔'' اور میں نے کہا، ''کہ میری مدد کرتا کہ میں جان سکوں کہ یہ سب کیا ہے۔''

(163) اور اگلی صبح میں وہاں پہنچ گیا۔ اور ہمیں ناشتے کی دعوت دی گئی۔ لیکن میں بلاشبہ، اُن کے ساتھ ناشتے میں شامل نہ ہوا، کیونکہ میرے پاس چندہ ڈالنے کیلئے کچھ نہ تھا۔ میں فوراً واپس چلا گیا۔ اور اگلی صبح جب میں اندر گیا، اسلیئے (میں نے وہی روٹی کے ٹکڑے کھائے)، اور میں پھر عبادت میں جا کر بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کے پاس ایک مائیکروفون تھا۔ اور میں نے پہلے کبھی مائیکروفون نہیں دیکھا تھا، اسلیئے میں اُس چیز سے خوفزدہ تھا۔ اسطرح ......اُس کے ساتھ ایک تار اُوپر تھی، اور ایک نیچے لٹک رہی تھی۔

یہ لٹکانے والے مائیک کی، طرح تھا۔اور ایک آدمی نے کہا،’’کل رات، یہاں پلیٹ فارم پر، ایک نوجوان بپٹسٹ ،خادم بیٹھا تھا۔

میں نے سوچا،’’اوہ- ہو،اب میرے کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔‘‘

(164) اور میٹنگ چلانے والے شخص نے کہا،’’وہ پلیٹ فارم پر سب سے کم عمر خادم تھا۔اُس کا نام برینہم تھا۔کیا کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں بیٹھا ہے؟ اُسے یہاں پلیٹ فارم پر آنے کیلئے بتائیں، ہم چاہتے ہیں کہ وہ آج صبح پیغام پیش کریں۔‘‘

(165) اوہ، میرے عزیزو! میں نے ایک آدھے بازوں والی شرٹ، اور نکمی سی پتلون پہن رکھی تھی، آپکو معلوم ہے۔اور جبکہ ہم بپٹسٹ لوگ اِس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں، کہ پلیٹ فارم پر جانے کیلئے اچھا سوٹ پہننا چاہیے، اِس بات کا آپکو علم ہے۔پس......میں- میں اپنی جگہ ساکن بیٹھا رہا۔ اور اُس دور میں وہ بڑی کنونشن شمالی علاقوں میں کراتے تھے (اپنی بین الاقوامی کنونشن) کیونکہ اگر جنوبی علاقے میں کنونشن ہوتی تو سیاہ فام لوگ اِس میں شامل نہیں ہوتے تھے۔اُنکے ہاں سیاہ فام لوگ بھی موجود تھے، اور میں جنوبی باشندہ تھا، میرے کالر کو کلف لگی ہوئی تھی، آپ سمجھ گئے، اور میں نے سوچا کہ میں کسی دوسرے سے بہتر ہوں ۔اور اُس صبح یوں ہوا، کہ میرے ساتھ ایک- ایک سیاہ فام بھائی بیٹھا ہوا تھا۔جب میں بیٹھا تو اس پر نگاہ ڈالی۔تو میں نے دل میں سوچا،’’خیر ہے، یہ بھی تو ایک بھائی ہے۔‘‘

(166) اور میٹنگ چلانے والے شخص نے پھر کہا،’’کیا کسی کو علم ہے کہ ولیم برینہم کہاں بیٹھا ہوا ہے؟‘‘ میں اِسطرح اپنی سیٹ پر سے نیچے ہو کر خود کو چھپانے لگا۔اُس نے پھر کہا، اور دوسری دفعہ پھر اعلان کرتے ہوئے، کہا،’’کیا باہر کوئی ایسا آدمی ہے‘‘(اُس نے مائیک اپنی طرف کھینچا)’’جسے معلوم ہو کہ ولیم برینہم کہاں پر موجود ہے؟ اُسے بتائیے کہ ہم اُس سے آج صبح پیغام سننا چاہتے ہیں ۔وہ جنوبی انڈیانا کا بپٹسٹ خادم ہے۔‘‘

(167) آپ جانتے ہیں، میں ساکن بیٹھا رہا اور چھپنے کیلئے نیچے جھک گیا۔کسی بھی طرح، مجھے کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔اُس سیاہ فام جوان نے میری طرف دیکھ کر، کہا،’’کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے؟‘‘

(168) میں نے سوچا تھا۔کہ مجھے- مجھے اِس سے جھوٹ بولنا تھا یا کچھ اور کرنا تھا۔اسطرح میں

نے اُسے کہا،''یہاں نیچے ہو جاو۔''اُس نے کہا،''ہاں بولو، جناب کیا بات ہے؟''

میں نے کہا،''میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔''میں نے کہا،''میں- میں ہی وہ ہوں۔''

اُس نے کہا،''ٹھیک ہے،تو پھر اُٹھ کر اُوپر جاو۔''

(169) اور میں نے کہا،''نہیں، میں اُوپر نہیں جا سکتا ہوں۔ دیکھو،'' میں نے کہا،''میں نے کتنی خراب پتلون اور آدھے بازوں والی شرٹ پہن رکھی ہے۔'' میں نے کہا،''اسلیئے میں وہاں اُوپر نہیں جا سکتا۔''

(170) اُس نے کہا،''وہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ تم نے کیسا لباس پہن رکھا ہے۔ اُٹھ کر اُوپر چلے جاو۔''

میں نے کہا،''نہیں، نہیں۔'' میں نے اِس جوان سے کہا،''خاموش رہو، اور اب کچھ نہ کہنا۔''

(171) ایک منٹ کے بعد وہ پھر مائیک پر آیا، اور بولا''کیا کسی کو معلوم ہے کہ ولیم برینہم کہاں پر ہے؟''

(172) اُس جوان نے کہا،''وہ یہاں ہے! وہ یہاں ہے! وہ یہاں ہے!'' اوہ، میرے عزیزو! آپ جانتے ہیں، کہ میں ٹی شرٹ میں ملبوس چھپا بیٹھا تھا۔ اور یہاں میں......

(173) میٹنگ چلانے والے شخص نے کہا،''تشریف لائیے، مسٹر۔ برینہم، ہم چاہتے ہیں کہ آپ پیغام پیش کریں۔'' اوہ، میرے خدایا، اِن تمام خادموں، اور، اِن تمام لوگوں کے سامنے! اور آپ جانتے ہیں، میں پاوں گھسیٹا ہوا چل پڑا۔ میرا چہرہ سرخ ہو گیا، اور میرے کانوں کی لوئیں تپنے لگیں۔ اور میں پلیٹ فارم کی طرف جا رہا تھا، بوسیدہ پتلون اور ٹی شرٹ والا، مناد، ایک بپٹسٹ خادم مائیکروفون کے پاس جا رہا تھا، جسے اُس نے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، آپ سمجھ گئے۔

(174) میں وہاں جا کر کھڑا ہو گیا، اور میں نے کہا،''ٹھیک ہے، مگر میں- میں- میں اِس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔'' آپ جانتے ہیں، میں واقعی گھبرا گیا تھا، اور اناڑیوں کی طرح ہاتھ پاوں مار رہا تھا۔ اور- اور میں نے لوقا 16 باب کا حوالہ نکالا، اور میں نے سوچا''اچھا، اب......'' اور میں- میں نے اِس مضمون پر یوں بات شروع کی،''اُس نے عالمِ ارواح میں آنکھیں کھولیں، اور چیخ اُٹھا۔'' اور میں نے...... اِسطرح میں- میں نے منادی شروع کر دی، اور آپ جانتے ہیں، میں منادی کرتا رہا اور ایسا کرتے ہوئے میں نے بہتر محسوس کیا۔ اور میں نے کہا،''امیر آدمی عالمِ ارواح میں پہنچا، اور وہ چلا

اُٹھا۔'' اِن تین چھوٹے الفاظ پر، مجھے بہت سے واعظ مل گئے، ''جیسے کیا تو اِس پر ایمان لاتا ہے،'' اور چٹان سے کہہ،'' آپ مجھے اِس موضوعات پر منادی کرتے سن چکے ہیں۔ اور یہی موضوع میرے پاس تھے،'' اور پھر وہ چلا اُٹھا۔'' اور پھر میں نے کہا،'' وہاں بچے نہیں تھے، یقیناً وہاں جہنم میں نہیں تھے۔ اور وہ پھر چیخ اُٹھا۔'' پھر میں نے کہا،'' وہاں پھول نہیں تھے۔ اِس پر وہ چیخ اُٹھا۔ وہاں خدا بھی نہیں تھا۔ وہ پھر چیخ اُٹھا۔ وہاں مسیح نہیں تھا۔ اِس پر وہ چیخ اُٹھا۔'' اور پھر میں خود رو پڑا۔ کسی چیز نے مجھے پکڑ لیا تھا۔ میرے عزیزو! اوہ، میرے عزیزو! اِس کے بعد، میں نہیں جانتا کہ کیا واقع ہوا تھا۔ جب میرے حواس بحال ہوئے، تو میں باہر کھڑا ہوا تھا۔ وہ لوگ چیخ و پکار کر رہے تھے اور رو رہے تھے، اور یہ میرے لیے، اور باقی سب لوگوں کیلئے پُر تعجب وقت تھا۔

(175) جب میں وہاں سے باہر نکلا تو ایک شخص میرے پاس آیا جس نے ٹیکساس کی بڑی سی ٹوپی، اور بڑے بڑے بوٹ پہن رکھے تھے، چلتا ہوا آیا، اور کہا،'' میں ایلڈر رفلاں فلاں ہوں۔'' وہ خادم، جس نے مویشی چرانے والوں کی طرح کے بوٹ، اور کپڑے پہن رکھے تھے۔

تب میں نے سوچا،'' بہت اچھا، اِسطرح تو میری پتلون اتنی بُری نہیں ہے۔''

(176) اُس نے کہا،'' میں چاہتا ہوں آپ میرے پاس ٹیکساس میں آ کر بیداری لائیں۔''

(177) '' اوہ- ہو، جناب، مجھے ذرا یہ لکھ لینے دیجیے۔'' اور میں نے تحریر کر لیا۔

(178) وہاں پر ہی ایک اور آدمی ملا، جس نے گولف کے کھلاڑیوں والی پتلون پہن رکھی تھی، جسے وہ گولف کھیلنے کے دوران استعمال کرتے تھے، آپ جانتے ہیں، اُس کے پاس چھوٹی سی بلاوز پینٹ تھی۔ اُس نے کہا،'' میں میامی کا ایلڈر رفلاں فلاں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ......''

(179) '' میرے عزیزو، غالباً لباس کا اِس سے اتنا تعلق نہیں ہے۔'' میں نے اُس کی طرف دیکھا، اور پھر سوچا،'' سب ٹھیک ہے۔''

(180) میں نے اِن باتوں کو پلے باندھ لیا، اور واپس گھر پہنچ گیا۔ میری بیوی مجھ سے ملی، تو کہنے لگی،'' بلی، آپ کس بات پر اتنے خوش ہیں؟''

(181) میں نے کہا،'' اوہ، میں فصل کے اعلیٰ ترین پھل سے مل کر آیا ہوں۔ میری پیاری، جو کچھ تم نے اب تک دیکھا ہے یہ سب سے بہتر ہے۔ وہ لوگ اپنے مذہب پر شرمندہ نہیں ہیں۔'' اور، اوہ، میں نے اپنی بیوی کو اِس بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ میں نے کہا،'' پیاری، یہ دیکھو، دعوت ناموں کی

کتنی طویل فہرست ہے۔ جواُن لوگوں کی طرف سے ہے!''

اُس نے کہا، ''کیا وہ، جنونی لوگ تو نہیں ہیں؟''

(182) میں نے کہا، ''میں نہیں جانتا کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں، لیکن وہ ایسی چیز کو حاصل کر چکے ہیں جس کی مجھے ضرورت ہے۔'' سمجھے؟ میں نے کہا، ''یہ-یہ ایک بات جس کیلئے میں پُر یقین ہوں۔'' میں نے کہا، ''میں نے ایک نوے سال کے، بوڑھے کو دیکھا ہے، جو دوبارہ جوان ہو گیا تھا۔'' میں نے کہا، ''میں نے کبھی اپنی زندگی میں ایسی منادی نہیں سنی تھی۔ اسلیئے کہ، نہ ہی کبھی میں نے کسی بپٹسٹ کو ایسے کلام سناتے دیکھا۔'' میں نے کہا، ''وہ اتنی دیر تک بولتے رہتے ہیں کہ اُن کا سانس ختم ہو جاتا، اُن کے گھٹنے مڑ کر فرش سے جا لگتے ہیں، لیکن وہ سانس بھر کر، پھر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو بھی تم اُنہیں دو بلاک کے فاصلے سے، منادی کرتے سن سکتی ہو۔'' اور میں نے کہا، ''میں-میں نے کبھی اپنی زندگی میں ایسا نہیں سنا تھا۔'' اور میں نے کہا، ''وہ بیگانہ زبان میں بولتے ہیں، اور پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو کر بتاتا ہے کہ وہ کس کے متعلق بول رہے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا کبھی نہیں سنا تھا!'' میں نے کہا، ''کیا تم میرے ساتھ وہاں چلو گی؟''

(183) میری بیوی نے کہا، ''دیکھو پیارے، اب جب میں نے تم سے شادی کی ہے، تو میں اُس وقت تک تمہارے ساتھ رہونگی جب تک موت ہمیں جدا نہ کر دے۔'' اُس نے کہا، ''ہاں میں جاونگی۔''

اُس نے کہا، ''پھر، ہم یہ لوگوں کو بتائیں گے۔''

(184) اور میں نے کہا، ''ٹھیک ہے، تم اپنی والدہ کو بتادو اور میں اپنی والدہ کو بتادوں گا۔'' اِسطرح ہم نے......اور میں نے جا کر اپنی والدہ کو بتادیا۔

(185) والدہ نے کہا، ''ٹھیک ہے، بلی، تمہیں یقین ہے۔ تو جس کام کیلئے خداوند تمہیں بلاتا ہے، وہی کرو۔''

(186) اور پھر مسز۔ برم بیک نے مجھے آنے کا پیغام بھیجا۔ جب میں اُن کے پاس پہنچا۔ تو اُس نے کہا، ''یہ تم کیا باتیں کرتے پھر رہے ہو؟''

(187) اور میں نے کہا، ''اوہ، مسز۔ برم بیک،'' میں نے بتایا، ''کہ آپ میں سے کسی نے کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے۔''

اُنہوں نے کہا، ''خاموش ہو جاو! خاموش ہو جاو!''

میں نے کہا،''جی، مادام۔''

میں نے کہا،''میں معذرت چاہتا ہوں۔''

اور اُس نے کہا،''کیا تم جانتے ہو وہ جنونیوں کا گروہ ہے؟''

(188) میں نے کہا،''جی نہیں، مادام، میں ایسا نہیں جانتا تھا۔''میں نے کہا،''وہ-وہ تو یقیناً بڑے بہترین لوگ ہیں۔''

(189) اُنہوں نے کہا،''یہ ایک محض خیال ہے! تم سمجھتے ہو کہ میری بیٹی کو ایسی چیز میں کھینچ لے جاوگے!'' اُنہوں نے کہا،''یہ بدعت ہے! وہ اور کچھ نہیں محض کوڑا کرکٹ ہیں جسے دوسری کلیساوں نے باہر پھینک دیا ہے۔''اُس نے کہا،''درحقیقت! تم میری بیٹی کو ایسی جگہ پر نہیں لیکر جاوگے۔''

(190) میں نے کہا،''لیکن، آپ جانتی ہیں، مسز۔ برم بیک، میں اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں کہ خداوند چاہتا ہے کہ میں اُن لوگوں کے پاس جاؤں۔''

(191) اُس نے کہا،''تم اپنی کلیسیاء میں واپس جاو جب تک کہ وہ تمہارے لیے ایک مکان کا بندوبست نہ کرسکیں، اور ایسے آدمی سا طریقہ اختیار کرو جس میں کچھ عقل ہو۔''اُس نے کہا،''لیکن تم میری بیٹی کو لیکر وہاں نہیں جاسکتے۔''میں نے کہا،''جی، مادام۔''میں مڑا اور باہر نکل آیا۔

(192) اور ہوپ نے رونا شروع کردیا۔ اور اُس نے باہر آکر، کہا،''بلی، امی نے خواہ کچھ بھی کہا، لیکن میں تمہارا ساتھ دوں گی۔'' خدا اُسکے دل کو برکت دے!

اور میں نے کہا،''اوہ، پیاری، یہ سب ٹھیک ہے۔''

(193) اور میں نے اِس پروگرام کو ترک کردیا۔ اُس نے اپنی بیٹی کو ایسے لوگوں میں جانے نہ دیا کیونکہ''اُسکے خیال میں یہ کوڑا کرکٹ سے زیادہ کچھ نہ تھے۔''اسلیئے میں نے اِس پروگرام کو ملتوی کردیا۔ یہ میری بدترین غلطیوں میں سے ایک تھی، جو میں نے کبھی اپنی زندگی کے دوران کی تھی۔

(194) بچوں کی پیدائش کے، تھوڑا عرصہ بعد کا، واقع ہے۔ ایک دن......1937 میں، سیلاب آگیا۔ سیلاب ہمارے علاقے میں آگیا۔ اور...... میں اُس وقت گشت پر تھا اور برباد ہوتے گھروں سے، لوگوں کو سیلاب سے باہر نکال کر لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میری اپنی بیوی بیمار ہوگئی، اُسے شدید ترین، نمونیا ہوگیا تھا۔ اور وہ اُسے باہر لائے......ریگولر اسپتال لوگوں سے اِس قدر بھرا تھا اور ہم اُسے وہاں لے جا نہ سکے، اور اُسے سرکاری طبی انتظام کے- کے ایک مقام پر لے گئے جہاں ایک

کمرہ تھا۔ اور پھر اُنہوں نے مجھے واپس بلایا۔ میں ہمیشہ دریا کے کنارے رہا، اور کشتی رانی کا کافی تجربہ رکھتا تھا، اِس لیے میں لوگوں کو سیلاب سے، بچانے کیلئے کوشش کر رہا تھا۔ اور پھر مجھے...... ایک......

(195) اُنہوں نے مجھے بلا کر، کہا، ''چسٹ نٹ سٹریٹ میں ایک گھر ہے، جس کیلئے ہمیں جانا ہے۔ وہاں ایک ماں اپنے بچوں کے ہمراہ پھنسی ہوئی ہے،'' اُنہوں نے کہا، ''کیا آپ سمجھتے ہیں، کہ آپ کی موٹر بوٹ وہاں جا سکتی۔'' میں نے کہا، ''ٹھیک ہے، جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں کرونگا۔''

(196) اور میں، لہروں کو چیرتا ہوا وہاں گیا۔ دریا کا بند ٹوٹ گیا تھا، اور، اوہ، میرے خدایا، سیلاب ......سیلاب نے شہر کا صفایا کر دیا تھا۔ میں اِسکے لئے جتنی ہمت کر سکتا تھا کر رہا تھا، آخر تنگ گلیوں اور مقامات کے بیچ میں سے گزرتا گیا۔ اور پھر میں اُس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ پرانا چوبارہ تھا، پانی وہاں داخل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میں نے کسی کے چیخنے کی آواز سنی، اور ایک ماں مجھے برآمدہ کے دروازے کے پاس کھڑی دکھائی دی۔ بڑی بڑی لہریں گزرتی جا رہی تھیں۔ ٹھیک ہے، میں دوسری طرف جتنی دُور تک جا سکتا تھا گیا، اور پانی کے دھارے میں سے گزر کر اُس گھر کی طرف واپس آیا۔ میں نے کشتی کو عین وقت پر کھڑا کیا، اور اُسے دروازے کے، ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ میں دوڑ کر اندر گیا اور ماں کو سہارا دے کر کشتی میں سوار کیا، اور اِسی طرح اُسکے دو یا تین بچوں کو بھی کشتی پر سوار کیا۔ میں نے کشتی کو کھولا اور اُنہیں لیکر...... واپس چلا۔ میں اُس راستے سے باہر نکلا، اور اُنہیں کنارے کی طرف لیکر چلا، شہر سے تقریباً ڈیڑھ میل دُور، میں نے اُن کو کنارے پر پہنچا دیا۔ اور جب میں وہاں پہنچ گیا، تو عورت بے دم ہو گئی۔ اور وہ......وہ عورت چلا رہی تھی، ''کہ میرا بچہ! میرا بچہ!''

(197) خیر، میں اِس عورت کے رونے کا مطلب یہ سمجھا کہ وہ اپنا کوئی بچہ گھر میں بھول آئی تھی۔ اُف، میرے خدایا! میں پھر واپس گیا جبکہ باقی لوگ اُس عورت کو سنبھالنے لگ گئے۔ اور، بعد میں مجھے پتہ چلا، کہ......وہ جاننا چاہتی تھی کہ اُس کا بچہ کہاں تھا۔ اُس کا ایک تین سال کا بچہ تھا، جبکہ میں یہ سمجھا کہ وہ کسی شیر خوار بچے کیلئے پکار رہی تھی۔

(198) اور میں پھر دوبارہ اُن کے گھر کی طرف بھاگا۔ اور جب میں کشتی کو ایک جانب ٹھہرا کر اندر گیا تو مجھے کوئی بچہ نہ ملا، بیرونی دروازہ ٹوٹ گیا اور وہ گھر گر گیا۔ میں تیزی سے بھاگا اور– اور اُس ٹکڑے کو پکڑا جو کشتی کے ساتھ تیر رہا تھا، اور میں کشتی پر چڑھا، اور اُسے کھینچ کر کھول دیا۔

(199) اور یہ مجھے بڑے دریا کے بہاو میں لے گئی۔ یہ تقریباً رات کے ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا، اور بارش کیساتھ برف اور اولے بھی گر رہے تھے۔ میں نے اسٹارٹ کرنے والی ڈوری کو کھینچا اور کشتی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ اسٹارٹ نہ ہوئی، میں نے پھر کوشش کی مگر وہ اسٹارٹ نہ ہوئی، اور میں نے ایک مرتبہ دوبارہ کوشش کی۔ کیونکہ اگر میں اُس بہاو میں آگے چلا جاتا، تو میرے نیچے آبشار آجاتی۔ میں سرتوڑ کوشش کر رہا تھا، اور میں نے دل میں سوچا، ''اوہ، میرے خدایا، یہاں - یہاں میرے خاتمے کی گھڑی آگئی ہے! ایسا ہی ہے!'' میں نے پھر سرتوڑ کوشش کی۔ اور میں نے کہا، ''خداوند، مہربانی سے مجھے اِس طرح مرنے نہ دے،'' اور میں نے ڈوری کو پھر کھینچا اور پھر کھینچا۔

(200) اور اُس نے میری طرف واپس آکر کہا، ''اُس گروہ کے متعلق کیا خیال ہے جسے کوڑا کرکٹ سمجھ کر تو اُس کے پاس نہیں گیا تھا؟'' سمجھے؟ افسوس۔

(201) میں نے اپنا ہاتھ دوبارہ کشتی پر رکھا، اور کہا، ''خدایا، مجھ پر رحم کر۔ مجھے میرے بیوی بچوں، اور دیگر بیماروں سے یوں جدا نہ ہونے دے! مہربانی فرما!'' میں ڈوری کو بار بار کھینچتا رہا، لیکن وہ اسٹارٹ نہ ہوئی۔ اور میں نیچے گرج سن سکتا تھا، کیونکہ میں......صرف چند منٹ کی دُوری پر تھا، اور، اوہ، میرے عزیزو، پھر مجھے مرنا ہی تھا۔ اور میں نے کہا، ''خداوند، اگر تو مجھے معاف کر دے گا، تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر کام کروں گا۔'' اور پھر میں نے کشتی ہی میں گھٹنے ٹیک لیے، اور بارش کے ساتھ اولے میرے منہ سے ٹکرا رہے تھے۔ اور میں نے کہا، ''تو جو کچھ کہے گا میں وہی کرونگا۔'' اور میں نے پھر ڈوری کھینچی، اور کشتی کا انجن اسٹارٹ ہوگیا۔ میں نے کشتی کی پوری گیس کھول دی، اور آخر کار کنارے پر پہنچ گیا۔

(202) اور پھر میں گشت کرنے والے ٹرک کو، تلاش کرنے کیلئے گیا۔ اور مجھے خیال آیا......اُن میں سے وہاں کچھ لوگ موجود تھے اُنہوں نے بتایا، ''کہا، کہ لگتا ہے کہ حکومت کے سب لوگ چلے گئے۔'' میری بیوی، اور دونوں بچے اُس میں تھے۔

(203) میں پوری رفتار سے سرکاری عملہ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، اور پانی تقریباً ہر جگہ پندرہ فٹ تک گہرا تھا۔ وہاں ایک میجر تھا، میں نے اُس سے پوچھا، ''میجر صاحب، اسپتال کا کیا ہوا؟''

اُس نے کہا، ''اب، فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیا آپ کا کوئی عزیز وہاں تھا؟''

میں نے کہا، ''جی ہاں، ایک - ایک بیمار بیوی اور دو بچے۔''

(204) میجر نے کہا، ''اُن سب کو نکال لیا گیا ہے۔'' اُس نے کہا، ''وہ ایک بڑی مال بردار گاڑی میں ہیں اور اُنہیں چارلس ٹاون لے جایا جا رہا ہے۔''

(205) میں نے بھاگ کر، اپنی گاڑی لی......اور گاڑی میں، اپنی کشتی اُس کے پیچھے رکھ لی، اور اُس طرف روانہ ہو گیا......اور پھر نیچے ڈھائی تین میل چوڑی ایک کھاڑی آ گئی جہاں دُور دُور تک خشکی پر پانی ہی پانی تھا۔ اور میں ساری رات راستہ ہی تلاش کرتا رہا......اُن لوگوں میں سے کسی نے کہا تھا، کہ گاڑی، مال بردار گاڑی نے، تمام نقش قدم مٹا ڈالے تھے۔''

(206) خیر، میں نے خود کو ایک چھوٹے سے جزیرے میں پایا، اور تین روز تک وہاں پڑا رہا۔ مجھے یہ سوچنے کیلئے بڑا وقت مل گیا تھا کہ وہ لوگ کوڑا کرکٹ تھے یا نہیں۔ میرے ذہن سے بار بار ایک ہی خیال ٹکرا رہا تھا، ''کہ میری بیوی کہاں ہے؟''

(207) آخرکار چند دن بعد جب میں اُس جزیرے سے نکلا اور اُسے پار کر گیا، تو میں نے اپنی بیوی کو تلاش کر ہی لیا، وہ انڈیانا کے شہر، کولمبس میں، بپٹسٹ آڈیٹوریم میں تھی جہاں اُنہوں نے ایک -ایک قسم کا اسپتال سا قائم کیا تھا، اور مریض سرکاری چارپائیوں پر پڑے تھے۔ میں جتنی تیزی سے ڈور سکتا تھا اُس کی طرف دوڑتا ہوا گیا، اور میں اُسے تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور یہی چلائے جا رہا تھا، ''ہوپ! ہوپ! ہوپ تم کہاں ہو!'' میں نے دیکھا، کہ وہ ایک چارپائی پر پڑی ہوئی تھی، اور اُسے ٹی بی ہو چکی تھی۔

اُس نے اپنا کمزور سا ہاتھ اُٹھایا، اور کہا، ''بلی۔''

میں بھاگ کر اُس کے پاس گیا، اور کہا، ''میری پیاری، ہوپ۔''

اُس نے کہا، ''کیا میں، خوفناک دکھائی نہیں دے رہی ہوں؟''

میں نے کہا، ''نہیں، جان، تم تو بالکل ٹھیک نظر آتی ہو۔''

(208) چھ ماہ تک ہم نے محنت و کوشش میں اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں، کہ اُس کی زندگی بچ سکے، لیکن اُس کی حالت روز بروز بگڑتی گئی۔

(209) ایک دن میں گشت پر تھا اور میں نے اپنا ریڈیو کھولا ہوا تھا، میرا خیال ہے کہ اُنہوں نے، مجھے ریڈیو کے ذریعے پیغام دیا، اور کہا، ''ولیم برنہم کیلئے پیغام ہے، کہ فوراً ہسپتال پہنچیں، اُن کی بیوی قریب المرگ ہے۔'' میں پوری رفتار سے ہسپتال کی طرف، روانہ ہو گیا، میں نے گاڑی کی سرخ بتی اور

سائرن آن کر لیا تھا۔ اور پھر میں۔ میں نے ہسپتال پہنچ کر گاڑی روکی، اور بھاگتا ہوا اندر گیا۔ ہسپتال کے اندر جاتے۔ جاتے ہوئے، میں نے اپنے بچپن کے دوست کو دیکھا، اُس کا نام سام اڈیر تھا، جب ہم لڑکے تھے تو اکھٹے مچھلیاں پکڑا کرتے تھے۔

(210) یہ وہی ڈاکٹر سام اڈیر ہے، جن کے بارے میں رویا ملی تھی اور اُن کے کلینک کے بارے میں اُنہیں بتایا گیا تھا۔ اور اُس نے کہا تھا، کہ اگر کوئی رویا پر شک کرتا ہو، اور وہ اِس رویا کے سچ ہونے یا جھوٹ ہونے کی تحقیق کرنا چاہتا ہو، تو اُس کو دعوت ہے۔

(211) اور پھر وہ اُس جگہ تک آیا، اور اُس نے اپنا ہیٹ اُتار کر ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اُس نے میری طرف دیکھا اور رونا شروع کر دیا۔ میں اُس کی طرف بھاگ گیا، اور اُسے اپنے بازوں میں لے لیا۔ اُس نے مجھے اپنے بازوں میں لیتے ہوئے، کہا،''بلی، وہ اِس دنیا سے جارہی ہے۔'' اُس نے کہا، ''مجھے اِس بات کا افسوس ہے۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی جو کہ میں کر سکتا تھا، میں نے اسپیشلسٹ ڈاکٹر اور ہر چیز مہیا کی۔''

میں نے کہا،''سام، یقیناً وہ نہیں مرے گی!''

اُس نے کہا،''ہاں، لیکن وہ جارہی ہے۔''

اور اُس نے کہا،''بل، وہاں اندر مت جاو۔''

اور میں نے کہا،''سام، مجھے اندر جانا ہوگا۔''

اُس نے کہا،''ایسا مت کرو، براہ مہربانی ایسا نہ کرو۔''

میں نے کہا،''مجھے اندر جانے دو۔''

ڈاکٹر سام نے کہا،''میں بھی تمہارے ساتھ جاوں گا۔''

(212) میں نے کہا،''نہیں، تم یہاں باہر ٹھہرو۔ میں اُس کی زندگی کے آخری لمحات میں اُس کے ساتھ قیام کرنا چاہتا ہوں۔''

ڈاکٹر سام نے کہا،''وہ ہوش میں نہیں ہے۔''

(213) میں کمرے کے اندر گیا۔ اور نرس اُس کے پاس بیٹھی تھی، اور وہ بھی رو رہی تھی کیونکہ وہ اور ہوپ اسکول میں اکھٹی پڑھتی تھیں۔ میں نے ہوپ پر نگاہ کی، تو اُس نے رونا شروع کر دیا، اور اُس نے اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھا لیا۔ اور وہاں سے چل دی۔

(214) میں نے ہوپ کی طرف دیکھا، اُس سے ہاتھ ملایا۔ اُس کی حالت یہ ہوگئی تھی، کہ وزن ایک سوبیس پونڈ سے کم ہو کر، ساٹھ پونڈ رہ گیا تھا۔ اور میں- میں نے پھر اُس سے ہاتھ ملایا۔ اگر میں سوسال بھی زندہ رہوں، تو اِس واقعہ کو کبھی نہ بھولوں گا۔ وہ گھومی، اور اُس نے پلکیں اُٹھائیں اور بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے دیکھا۔ وہ مسکرائی۔ اور کہا، ''بلی تم نے مجھے واپس کیوں بلایا ہے؟''

میں نے کہا، ''پیاری، مجھے رقم مل گئی ہے......''

(215) مجھے بہت مشقت کرنی پڑی تھی۔ ہم مقروض ہوگئے تھے اور ڈاکٹروں کا سینکڑوں ڈالر کا بل تھا، اور میرے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا۔ اسلیئے مجھے مشقت ہی کرنی تھی۔ جب وہ اِس حالت میں تھی، تو میں دن میں دو یا تین بار، اور رات کو بھی اُس کی خبر لیتا تھا۔

میں نے کہا، ''اِس واپس بلانے سے، تمہارا کیا 'مطلب' ہے؟''

(216) اُس نے کہا، ''بل، تم نے اِس چیز کی منادی کی ہے، اسکے بارے میں بات کر چکے ہو، لیکن تمہیں اِس کا کوئی اندازہ نہیں کہ یہ کیا ہے؟''

میں نے کہا، ''تم کس چیز کی بات کر رہی ہو؟''

(217) اُس نے کہا، ''بہشت کی۔'' اُس نے کہا، ''دیکھو،'' اُس نے بتایا، ''کچھ مرد اور عورتیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ مجھے میرے گھر کی طرف لے کر جا رہے تھے۔'' اُس نے کہا، میں پُرسکون اور مطمین تھی۔'' اُس نے بتایا، ''بڑے خوبصورت پرندے ایک سے دوسرے درخت پر اُڑ رہے تھے۔'' اُس نے کہا، ''یہ خیال کرنا کہ میں اپنے آپ میں نہیں ہوں۔'' اُس نے کہا، ''بلی، میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ ہماری خطا کیا ہے۔'' اُس نے کہا، ''نیچے بیٹھ جاو۔'' میں صرف بیٹھا ہی نہیں؛ بلکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر، گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ اُس نے کہا، ''کیا تم جانتے ہو کہ ہم نے کہاں پر غلطی کی ہے؟''

میں نے کہا، ''ہاں، میری پیاری، میں جانتا ہوں۔''

(218) اُس نے کہا، ''ہمیں ماما کی بات کبھی نہیں سننی چاہیے تھی۔ وہ لوگ درست تھے۔''

میں نے کہا، ''میں یہ بات جانتا ہوں۔''

(219) اُس نے کہا، ''مجھ سے یہ وعدہ کرو، کہ تم اُن لوگوں کے پاس جاوگے،'' اُس نے کہا، ''کیونکہ وہ لوگ درست ہیں۔'' اور ہوپ نے کہا، ''میرے بچوں کی پرورش اُس طریقہ پر کرنا۔'' اور

میں ...... پھر اُس نے کہا، ''میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔'' اُس نے کہا، ''کہ میں انتقال کرنے جارہی ہوں، لیکن'' اُس نے کہا، ''اسلیئے ...... مجھے - مجھے کچھ خوف نہیں۔'' اُس نے کہا، ''یہ - یہ بہت خوبصورت ہے۔'' اُس نے کہا، ''صرف ایک ہی بات مجھے ناپسند ہے، بل، کہ میں تمہیں چھوڑ کر جارہی ہوں۔ اور میں جانتی ہوں کہ تمہیں ان دو چھوٹے بچوں کی پرورش بھی کرنی ہوگی۔'' اُس نے کہا، ''مجھ سے وعدہ کرو کہ - کہ تم اکیلے نہیں رہو گے اور میرے بچوں کی پرورش انتہائی نگہداشت سے کرو گے۔'' ایک اکیس سالہ ماں کیلیئے یہ بڑی سمجھداری کی بات تھی۔

اور میں نے کہا، ''ہوپ، میں یہ وعدہ نہیں کرسکتا۔''

(220) اُس نے کہا، ''براہ مہربانی مجھ سے وعدہ کرو۔'' اُس نے کہا، ''میں تمہیں اور کچھ بتانا چاہتی ہوں۔'' اُس نے کہا، ''کیا تمہیں وہ بندوق یاد ہے؟'' میں بندوقوں کا بہت شوقین ہوں۔ اور اُس نے کہا، ''تم اُس دن وہ بندوق خریدنا چاہتے تھے لیکن اُسکی پیشگی ادا کرنے کیلیئے تمہارے پاس پوری رقم نہیں تھی۔''

میں نے کہا، ''ہاں یاد ہے۔''

(221) اُس نے کہا، ''میں سکے جمع کر کے، رقم بچاتی رہی، تاکہ تمہاری اُس بندوق کی پیشگی کی رقم ادا ہو سکے۔'' اُس نے کہا، ''اب، جب یہ لمحہ گذر جائے اور تم گھر واپس جاو، تو دوسرے...... لیٹنے والے پلنگ پر، کاغذ کے نیچے تلاش کرنا، اور تمہیں وہاں رقم پڑی مل جائیگی۔'' اُس نے کہا، ''مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہ بندوق خریدو گے۔''

(222) آپ نہیں جانتے کہ جب (سکوں کی شکل میں) میں نے ایک ڈالر پچھتر سینٹ پڑے دیکھے تو میں نے کیسا محسوس کیا۔ میں نے بندوق خرید لی۔

(223) اور پھر اُس نے کہا، ''کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک دفعہ ہمیں فورٹ وین جانا تھا، اور تم میرے لیے جرابیں خریدنے بازار گئے تھے؟''

میں نے کہا، ''ہاں مجھے یاد ہے۔''

(224) میں مچھلی کے شکار سے واپس آیا تھا، اور اُس نے کہا...... ہمیں اُس رات عبادت کرانے کیلیئے، فورٹ وین جانا تھا۔ اور اُس نے کہا، ''تمہیں معلوم ہے، کہ میں نے تمہیں بتایا تھا، 'کہ ان کی دو اقسام ہوتی ہیں۔''' ایک کو ''شیفون۔'' اور دوسری کو کیا، ریان کہتے ہیں؟ کیا درست نام ہیں؟ ریان

اور شیفون ۔ٹھیک ہے، البتہ ان میں سے، شیفون بہتر ہوتی ہے۔کیا یہ درست ہے؟ اور اُس نے کہا تھا،''اب، تم میرے لیے شیفون کی لمبی ٹانگوں والی جرابیں لانا۔''اب کیا آپکو معلوم ہے کہ جرابوں کا، بلائی حصہ لمبا ہوتا ہے؟ لیکن میں خواتین کے لباس کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا، پس میں......

(225) میں گلی میں چلا جارہا تھا اور منہ میں پکار رہا تھا،''شیفون، شیفون، شیفون، شیفون،'' اور اِس لفظ کو یاد رکھنے کی کوشش میں یہی کہتے جارہا تھا،''شیفون، شیفون، شیفون۔''

کسی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا،''ہیلو، بلی!''

(226) میں نے کہا،''اوہ، ہیلو، ہیلو۔''شیفون، شیفون، شیفون، شیفون، شیفون۔''

(227) میں گلی کے کونے میں پہنچا تو آگے سے مسٹر۔ سپون مل گئے۔ اُس نے کہا،''ہیلو، بلی، کیا آپ کو معلوم ہے کہ پانی کی سطح اب آخری چبوترے تک پہنچ گئی ہے؟''

میں نے کہا،''یہ تو کافی زیادہ ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟'' ''ہاں۔''

جب وہ چلا گیا، تو میں سوچنے لگا،''وہ کیا چیز تھی؟''میں اُس کا نام بھول چکا تھا۔

(228) مجھے اتنا علم تھا کہ ایک لڑکی تھیلما فورڈ، ایک اسٹور پر کام کرتی ہے۔اور میں جانتا تھا کہ وہ زنانہ جرابیں فروخت کرتے ہیں، پس میں وہاں چلا گیا۔اور میں نے کہا،''ہیلو، تھیلما۔''

اور اُس نے کہا،''ہیلو، بلی۔ آپ کیسے ہیں؟ ہوپ کیسی ہے؟''

(229) اور میں نے کہا،''ہم بالکل ٹھیک ہیں۔''میں نے کہا، تھیلما، میں ہوپ کیلئے ایک جوڑی موزے خریدنا چاہتا ہوں۔''

اُس نے کہا،''ہوپ تو موزے نہیں پہنتی۔''

میں نے کہا،''ہاں محترمہ، وہ یقیناً نہیں پہنتی۔''

اُس نے کہا،''تو آپ کا مطلب ہے جرابیں۔''

(230)''اوہ، ہاں ہاں بالکل۔'' میں نے کہا''یہ کیا چیز ہے۔''میں نے دل میں سوچا، ''افسوس، کہ میں نے کتنی جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔''

اُس نے کہا،''وہ کونسی قسم کی جرابیں چاہتی ہے؟''

میں نے دل میں سوچا،''افسوس میں تو بھول گیا!''

میں نے کہا،''آپ کے پاس کون سی قسم ہے؟''

اُس نے کہا، ''ٹھیک ہے، ہمارے پاس ریان ہے۔''

(231) مجھے اِن کے فرق کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ کہ ریان، اور شیفون میں کیا فرق ہے، دونوں کی آواز یکساں محسوس ہوتی ہے۔ میں نے کہا، ''میں وہی لینا چاہتا ہوں۔'' اُس نے کہا...... میں نے کہا، ''ایک جوڑا، فل اسٹائل والا دے دیں۔'' اور اُس نے...... یہاں بھی میں نے غلطی کی۔ یہ کیا لفظ ہوتا ہے؟ فل فیشن۔ ''جی ہاں فل فیشن ہوتا ہے۔'' اور اِسطرح میں نے کہا تھا، ''ایک جوڑی دے دیں۔''

(232) اور جب اُس نے جرابیں میرے حوالے کیں، تو ان کی قیمت تیس سینٹ تھی، بیس یا تیس سینٹ تھی، جو تقریباً آدھی قیمت تھی۔ خیر، میں نے کہا، ''مجھے اُس کی دو جوڑی نکال دیں۔'' سمجھے؟

(233) اور جب میں گھر واپس آگیا، تو میں نے کہا، ''ہوپ، تم جانتی ہو، کہ جب تم عورتیں خریداری کرنے کسی دکان پر جاو تو کتنا جھگڑا کرتی ہو۔'' آپ لوگوں کو علم ہے کہ خواتین کتنا شور کرتی ہیں۔ اور میں نے کہا، ''لیکن، یہاں دیکھو، جتنی قیمت میں تم ایک جوڑی خریدتی ہو میں اُس میں دو جوڑی خرید لایا ہوں۔ سمجھے؟'' میں نے کہا، ''اوہ، یہ میری ذاتی قابلیت ہے۔'' دیکھیں، میں- میں نے کہا، ''تمہیں علم ہونا چاہیے، کہ میں نے اُنہیں تھیلما سے خریدا ہے۔'' میں نے کہا، ''شاید اُس نے مجھے یہ آدھی قیمت میں دے دی ہوں۔''

ہوپ نے کہا، ''کیا تم نے شیفون کی جرابیں خریدی ہیں؟''

(234) میں نے کہا، ''جی ہاں، محترمہ۔'' میں نہیں جانتا تھا کہ ان میں فرق کیا ہے، اسلیئے میرے لیے یہ ایک جیسے ہی الفاظ تھے۔

(235) اور جو اُس نے مجھے بتایا، اور مجھ سے کہا تھا، ''کہ بلی ایسا نہیں ہے۔'' تو مجھے حیرت ہوئی کیونکہ جب وہ فورٹ وین پہنچی، تو اُس نے جرابوں کی دوسری جوڑی خریدی تھی۔ اُس نے کہا، ''کہ وہ جرابیں میں نے تمہاری والدہ کو دی تھیں،'' اُس نے کہا، ''کہ یہ جرابیں بوڑھی عورتوں کے پہننے کیلیئے ہیں۔'' میں نے کہا، ''میں اِس بات کی معافی چاہتا ہوں۔''

اور میں نے کہا، ''ارے، میری جان، یہ سب ٹھیک ہے۔''

(236) اور اُس نے کہا، ''اب اکیلے مت-مت رہنا۔'' اور اُس نے کہا...... وہ نہیں جانتی تھی کہ چند ہی گھنٹوں میں کیا ہونے والا ہے۔ میں نے اُسکے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب خدا کے فرشتے

اُسے لیے جا رہے تھے۔

(237) میں گھر چلا گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ میں رات کو لیٹا اور میں نے غالباً کسی کی آواز سنی...... میں نے خیال کیا کہ یہ ایک چھوٹا چوہا تھا، جس کی آواز میں نے پرانے جنگلے میں سے سنی جہاں ہم نے کچھ کاغذ ڈالے ہوئے تھے۔ اور میں نے پاوں کے ساتھ دروازے کو بند کیا، تو اُسکے پیچھے ہوپ کا ایک لباس ٹنگا ہوا تھا، (اور وہ اُس مردہ خانہ میں پڑی تھی)۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کسی نے مجھے آواز دی،'' اور کہا،''بلی!'' یہ بھائی فرینک بروے تھے۔ اُس نے کہا،''تمہاری بچی مر رہی ہے۔'' میں نے کہا،''کیا میری بچی؟''

(238) اُس نے کہا،''ہاں، شارون روز۔'' اُس نے بتایا،''کہ اب، ڈاکٹر وہاں موجود ہے، اور کہا،'کہ بچی کو گردن توڑ بخار ہو گیا ہے، جو اُسے اپنی ماں سے منتقل ہوا ہے۔'''

اور بتایا،''کہ بچی اب مر رہی ہے۔''

(239) میں کار میں بیٹھا، اور وہاں پہنچ گیا۔ میری پیاری سی بچی، وہاں پڑی تھی۔ اور وہ فوراً اُسے ہسپتال لے گئے تھے۔

(240) میں ڈاکٹر سام سے ملنے گیا۔ سام آیا اور اُس نے کہا،''بلی، تم اُس کمرے میں نہ جانا، تمہیں بلی پال کا خیال کرنا ہوگا۔'' اُس نے کہا،''وہ فوت ہو رہی ہے۔''

میں نے کہا،''ڈاکٹر صاحب، مجھے۔ مجھے اپنی بچی کو دیکھنا ہے۔''

(241) ڈاکٹر نے کہا،''نہیں، تم اندر نہیں جا سکتے۔'' اُس نے کہا،''اُسے گردن توڑ بخار ہے، بلی، یوں تم اُسے بلی پال کو منتقل کر دو گے۔''

(242) اور میں اُسکے باہر آنے تک انتظار کرتا رہا۔ میں اُس کی موت کے انتظار میں کھڑا نہیں رہ سکتا تھا، اور یوں اُدھر اُسکی ماں تدفین کرنے والے محافظ کے انتظام میں پڑی تھی۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں، کہ کیسے ایک گناہگار پر مشکلات آتیں ہیں۔ میں۔ میں، پھسل کر دروازے سے اندر چلا گیا، جب سام اور نرس باہر نکل گئے، تو میں اندر تہہ خانہ میں چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا ہسپتال تھا۔ وہ ایک الگ تھلگ جگہ پر پڑی تھی، اور مکھیاں اُسکی ننھی آنکھوں پر بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اُنہوں نے ایک...... جسے ہم ایک ''مچھروں سے بچاو والی جالی کہتے ہیں،'' اُس کی آنکھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ اور اُس کی...... پتلی سی ٹانگیں، اینٹھن کے باعث اُوپر نیچے ہو رہی تھیں، اور اُسکے ہاتھ بھی، تشنج کے باعث ہل رہے تھے۔

میں نے اُس کی طرف دیکھا، وہ ابھی ننھی منی بچی لگ رہی تھی، جسکی عمر کوئی آٹھ ماہ کے لگ بھگ ہو۔

(243) اور جب میں اپنے گھر آیا کرتا تھا، تو آپ جانتے ہیں، میری بیٹی کی ماں اُسے چھوٹے بچوں کو جیسے کرتے ہیں، لنگوٹ سا باندھ کر، صحن میں ایک جگہ لٹایا ہوتا تھا۔ اور جب میں آ کر ہارن بجاتا تھا، تو وہ اُٹھ جاتی، ''غوں-غوں، غوں-غوں،'' کرتی ہوئی میرے پاس آتی، آپ کو علم ہے۔

(244) اور اب میری وہی لختِ جگر، موت کی آغوش میں جا رہی تھی۔ میں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے، کہا، ''شیری، کیا تم ڈیڈی کو جانتی ہو؟ کیا تم اپنے ڈیڈی کو جانتی ہو، شیری؟'' اور جب اُس نے دیکھا...... وہ اتنی سخت تکلیف اُٹھا رہی تھی کہ اُس کی خوبصورت نیلی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ یوں لگا جیسے میرا دل پھٹ کر باہر آ گیا ہو۔

(245) میں گھٹنوں کے بل جھک گیا، اور میں نے کہا، ''خداوند، میں نے کیا کیا ہے؟ کیا میں نے گلیوں کے موڑوں پر منادی نہیں کی؟ جو کچھ میں سمجھتا تھا میں نے کیا ہے۔ اِس کو میرے خلاف نہ لے۔ میں نے کبھی اُن لوگوں کو 'کوڑا کرکٹ نہیں کہا تھا' بلکہ میری ساس نے اُن لوگوں کو 'کوڑا کرکٹ کہا تھا۔''' پھر میں نے کہا، ''کہ مجھے افسوس ہے کہ یہ سب اِس طرح ہوا۔ مجھے معاف کر دے۔ میری بچی کو مجھ سے مت-مت چھین۔'' اور جب میں دُعا کر رہا تھا، تو میں نے ایک سیاہ رنگ...... کی چادر سی نیچے آتی دیکھی۔ میں جان گیا کہ خدا نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

(246) اب، میری زندگی کا سخت ترین اور بے وفا ترین وقت تھا۔ جب میں اُٹھا اور شارون کی طرف دیکھا، تو میں نے دل میں سوچا...... شیطان نے میرے ذہن میں ڈالا، ''ٹھیک ہے، تیرا مطلب ہے کہ جتنی محنت کے ساتھ تو نے منادی کی ہے، اور جس طرح تو نے زندگی گزاری ہے، اور جب تیری ہی بیٹی کا وقت آیا ہے، تو خدا نے تجھے جھٹلا دیا ہے؟''

(247) میں نے کہا، ''یہ سچ ہے۔ اگر خدا میری بچی کو نہیں بچا سکتا، تو پھر میں......'' کچھ کہنے سے پہلے میں رک گیا۔ میں- میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ کیا کروں۔ اور پھر میں نے، یوں کہا، ''خداوند، تو نے یہ بیٹی مجھے دی اور تو نے ہی اِسے لے لیا، خداوند تیرا ہی نام مبارک ہو! اگر تو میری جان بھی لے لے، تو بھی تجھ سے محبت کروں گا۔''

(248) میں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر، کہا، ''پیاری بیٹی، خدا تجھے برکت دے۔ ڈیڈی تیری پرورش کرنا چاہتا تھا، میں اپنے پورے دل وجان سے تمہاری پرورش کرنا چاہتا تھا، اسلیئے کرنا چاہتا تھا

کہ تم خداوند سے پیار کرو۔ لیکن پیاری بیٹی، فرشتے تمہیں لینے کیلئے آرہے ہیں۔ ڈیڈی تمہارے ننھے جسم کو نیچے لیکر جائے گا اور تمہاری ماما کے بازووں میں لیٹادے گا۔ میں تمہیں تمہاری ماں کے ساتھ دفن کروں گا۔ ڈیڈی کسی روز تم سے ملیں گے، تم بس اپنی ماں کے ہمراہ میرا انتظار کرنا۔

(249) جب اُس کی ماں انتقال کرنے والی تھی، تو اُس نے جو آخری الفاظ، کہے تھے، ''بل، تم میدان ہی میں ٹھہرنا۔''

(250) میں نے کہا، ''میں ......'' ہوپ نے کہا تھا...... میں نے اُس سے کہا تھا، ''جب خداوند آئیگا، تو اگر میں خدمت کے میدان میں ہوا تو بچوں سے ملوں گا۔ اور اگر میں زندہ رہا، تو میں تمہارے پاس ہی رہونگا۔ اور تم اُس عظیم دروازے کی دہنی طرف کھڑی ہو جانا، اور جب تم سب لوگوں کو اندر آتے ہوئے دیکھو، وہاں کھڑی ہو کر زور زور سے پکارنا، 'بل! بل! بل!' جتنی بلند آواز سے ممکن ہو۔ میں وہاں تم سے ملوں گا۔'' تب میں نے اُسے چوما اور خدا حافظ کہہ کر رخصت کیا۔ آج میں میدانِ جنگ میں ہوں۔ اور یہ واقعہ تقریباً بیس سال پہلے کا ہے۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ملاقات کا وقت طے کیا تھا، میں اُسی سے ملنے جاونگا۔

(251) جب ننھی بچی فوت ہوگئی، تو میں اُسے اُٹھا کر لے گیا، اور اُس کی ماں کے بازووں میں اُسے لیٹا دیا، اور پھر ہم اُنہیں قبرستان لے گئے۔ میں وہاں کھڑا میتھوڈسٹ خادم، بھائی سمتھ کو سنتا رہا جنہوں نے جنازہ کی عبادت کرائی، ''کہ خاک خاک سے، اور راکھ راکھ سے ملے گی۔'' (اور میں نے دل میں سوچا، ''کہ دل دل سے جاملے گا۔'' جہاں وہ گئی۔

(252) اِس کے کچھ عرصہ بعد، میں معصوم بلی کو ایک صبح لے گیا۔ وہ اِس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ یہ بالکل چھوٹا تھا......

(253) یہی سبب ہے کہ میں اُس کے ساتھ چمٹا رہتا ہوں اور وہ میرے ساتھ، میں اُس کیلئے پاپا بھی تھا (دونوں) اور ماما بھی۔ میں اُس کی بوتل ساتھ لے گیا تھا۔ اُس کا دودھ گرم کرنے کیلئے ہم رات کو آگ جلانے کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے، اسلیئے میں اُس کی بوتل اپنی کمر کے نیچے رکھ لیتا تھا اور اپنے جسم کی گرمی سے اُسے گرم رکھتا تھا۔

(254) ہم بچپن کے دوستوں کی طرح ایک دوسرے چمٹے رہے ہیں، اور کسی روز جب میں میدان سے رخصت ہونگا تو کلام کو اُس کے سپرد کر کے، کہونگا، ''بلی، جاو۔ اور اِس کلام کیساتھ کھڑے

رہو۔'' کچھ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ میں ہمیشہ اُس کو اپنے ساتھ کیوں رکھتا ہوں۔ میں اُسے چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر چہ اُس کی شادی بھی ہوگئی ہے، لیکن مجھے ابھی تک یاد ہے کہ اُسکی ماں نے کہا تھا، ''اُسے ساتھ رکھنا۔'' اور ہم دوستوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

(255) مجھے یاد ہے کہ شہر میں پھرتے ہوئے، اُس کی بوتل میری بغل میں ہوتی تھی، اور وہ رونے لگ جایا کرتا تھا۔ ایک رات وہ......ہم پچھلے صحن میں گھوم رہے تھے جہاں......(وہ اُسے لے لینا چاہتی تھی، وہ اُس کی جان لینے والی تھی، اور میں......آپ جانتے ہیں، کہ وہ محض ایک چھوٹے بچے کی طرح تھا۔ اور میں صحن کے پچھلے حصے میں بلوط کے درخت کے پاس چل پھر رہا تھا۔ اور وہ اپنی ماں کیلیئے رو رہا تھا، اور میرے پاس اُس کی ماں نہیں تھی جس کے پاس میں اُسے لے جاتا۔ اور میں نے اُسے اُٹھا کر، کہا، ''اوہ، میرے پیارے بچے۔'' میں نے کہا......

(256) اُس نے کہا، ''ڈیڈی، میری ماں کہاں ہے؟ کیا آپ نے اُنہیں اُس زمین میں دبا دیا ہے؟''

میں نے کہا، ''نہیں، میرے پیارے بچے۔ وہ بالکل ٹھیک ہے، اور وہ آسمان پر ہے۔''

(257) ایک سہ پہر، اُس نے ایک ایسی بات کہی، جس نے گویا میری جان نکال لی۔ وہ رو رہا تھا، اور شام تک روتا ہی رہا تھا، میں نے اُسے اسطرح اپنی کمر پر اُٹھا لیا، اور اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور اُسے پیار سے اِسطرح تھپکتا رہا۔ اور اُس نے کہا، ''ڈیڈی، مہربانی سے جائیں اور ماما کو لے کر آئیں۔''

میں نے کہا، ''میری جان، میں تمہاری ماما کو نہیں لاسکتا۔ وہ تو یسُوع کے پاس ہے......''

اُس نے کہا، ''ٹھیک ہے، تو پھر یسُوع کو کہیں کہ میری ماما کو بھیج دے۔ میں اُنہیں ملنا چاہتا ہوں۔''

(258) میں نے کہا، ''ٹھیک ہے، میرے پیارے بچے، میں......کسی دن میں اور تم اُس کے پاس جائیں گے۔''

اور اُس نے رُک رُک کر، کہا، ''ڈیڈی!''

اور میں نے کہا، ''ہاں بولو کیا ہے؟''

اُس نے کہا، ''میں نے ماما کو اُوپر اُس بادل میں دیکھا ہے۔''

(259) میرے عزیزو، میری تو جیسے جان ہی نکل گئی ہو! میں نے سوچا، ''میرے خدایا! 'یہ اِس نے کیا کہہ دیا کہ میں نے اپنی ماما کو اُوپر اُس بادل میں دیکھا ہے۔'''میں بالکل بے دم ہوگیا۔اور میں نے بالکل اِس طرح ننھے بچے کو اپنے سینے سے لگالیا، اور اپنا سر جھکا کر، دُعا میں لگ گیا۔

(260) دن گزرتے گئے۔ میں یہ بات فراموش نہ کرسکا۔ میں نے کام کرنے کی کوشش کی۔اور میں گھر واپس نہ جاسکا، کیونکہ اب کوئی گھر باقی نہ رہ گیا تھا۔ میں کہیں قیام کرنا چاہتا تھا۔ ہمارے پاس اُس خستہ فرنیچر کے سوا کچھ نہ تھا، لیکن ہم دونوں میاں بیوی نے جو وقت وہاں گزارا تھا وہ اپنی حیثیت رکھتا تھا۔ اسلیئے کہ وہ کبھی ایک گھر تھا۔

(261) اور مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں سرکاری نوکری پر کام کررہا تھا۔ اور میں ایک کھمبے پر چڑھا ہوا تھا، اور سیکنڈری برقی رو کی تاریں لٹک رہی تھیں، اور یہ صبح سویرے کا وقت تھا۔ اور میں اِس سولی پر چڑھا ہوا تھا۔ (میں اپنی بچی کو بھول نہیں سکا تھا۔ میں نے بیوی کی موت برداشت کرلی تھی، لیکن اُس بچی کی موت، وہ تو اُس وقت بہت ہی چھوٹی تھی۔) میں کھمبے پر چڑھا، یہ گیت گارہا تھا، ''دُور اُس پہاڑی پر، ایک کھردری سولی کھڑی ہے۔'' پرائمری برقی رو کی تاریں ٹرانسفارمر میں داخل ہورہی تھیں (آپ جانتے ہیں) اور سیکنڈری برقی رو کی تاریں نکلی ہوئی تھیں۔ اور میں اُس کھمبے کے اُوپر چڑھا لٹک رہا تھا۔ اور میں نے نگاہ کی، تو سورج میری پشت کی طرف سے طلوع ہورہا تھا۔ اور وہاں، میرے ہاتھ باہر کی طرف پھیلے ہوئے تھے اور صلیب کے نشان کا سایہ پہاڑی کے پہلو پر-پر بن رہا تھا۔ اور میں نے سوچا، ''ہاں، یسوع میرے ہی گناہوں کے باعث صلیب پر چڑھا۔''

(262) میں نے کہا، ''پیاری بیٹی، شارون، ڈیڈی تم سے ملنے کیلیے بہت تڑپ رہے ہیں، پیاری بیٹی۔ اِے میری ننھی منھی پیاری بیٹی، میں ایک بار پھر تمہیں اپنے بازوؤں میں لینا چاہتا ہوں۔'' میں آپے سے باہر ہوگیا۔ کئی ہفتے گزر چکے تھے۔ میں نے ربر کا دستانہ اُتار ڈالا۔ میرے پاس ہی سے تئیس سو وولٹ بجلی گزر رہی تھی۔ میں نے ربر کا دستانہ اُتار ڈالا تھا۔ میں نے کہا، ''اے خدا، میں اِس کام کو پسند نہیں کرتا۔ میں ڈرپوک ہوں۔'' ''لیکن، شیری، ڈیڈی چند منٹ بعد تم سے اور تمہاری ممی سے ملنے آرہے ہیں۔'' میں نے تئیس سو وولٹ بجلی کو پکڑنے کیلیئے، دستانے کو اُتارنا شروع کیا تھا۔ تاکہ یہ مجھے ختم کردے...... حتیٰ کہ، آدمی کے بدن میں خون کا نام بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ اور پس میں-میں-میں نے اپنا دستانہ اُتارنا شروع کیا، تو کچھ ہوا تھا۔ جب میں ہوش میں آیا، تو میں زمین پر اسطرح

بیٹھا ہوا تھا، اور ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہوئے، رو رہا تھا۔ یہ خدا کا فضل تھا، ورنہ میں یہاں شفائیہ عبادت نہ کرا رہا ہوتا، اِس بات کا مجھے یقین ہے۔ خدا میری نہیں، بلکہ اپنی نعمت کی حفاظت کر رہا تھا۔

(263) میں گھر کی طرف چل پڑا۔ میں نے فوراً اِس کام کو خیر باد کہا، اور اپنے اوزار ایک طرف رکھے۔ اور واپس دفتر گیا، اور کہا، ''میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔''

(264) میں سردی سے کانپتے ہوئے، گھر میں داخل ہوا، اور ایک خط، اندر گرا ہوا ملا۔ ہمارا ایک ہی چھوٹا سا کمرہ تھا، جہاں میں چھوٹی سی چارپائی پر سویا کرتا تھا، اور سردی اُوپر آیا کرتی تھی، اور ہمارا چولھا پرانا سا تھا۔ میں نے خط کو اُٹھایا اور کھول کر دیکھا، تو یہ میری بیوی کی کرسمس بچت کے، اِسی سینٹ تھے، ''جو کہ مس شارون روز برینہم کے نام پر تھے۔'' اِس طرح میری پھر، دوبارہ وہی حالت ہوگئی تھی۔

(265) میں کھیلوں میں نگہبان بھی رہا تھا۔ میں اندر گیا اور اپنی بندوق، پستول کو، اُس کی تھیلی سے باہر نکال لایا۔ میں نے کہا، ''خداوند، میں- میں مزید زندہ نہیں رہ سکتا، میں- میں مر رہا ہوں۔ میں -میں عذاب میں ہوں۔'' میں نے پستول کا گھوڑا چڑھایا، اور تاریک کمرے میں گھٹنے ٹیک کر، پستول کو اپنے سر سے لگا لیا۔ اور میں نے کہا، ''اِے ہمارے آسمانی باپ تو جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی پوری ہو،'' اور ایسا کہتے ہوئے، میں نے پورے زور سے ٹرائیگر دبا دیا، اور میں نے کہا، ''جیسے تیری مرضی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں دے۔''

لیکن اُس نے پستول چلنے نہ دیا!

(266) میں نے دل میں کہا، ''اِے خدا، کیا تو میرے ٹکڑے کر دے گا؟ میں نے کیا کیا ہے؟ حتیٰ کہ تو مجھے مرنے بھی نہیں دے رہا۔'' اور میں نے پستول کو نیچے پھینک دیا، اور پستول چل گیا اور گولی کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں نے کہا، ''خدایا، میں مر کیوں نہیں جاتا کہ اِس عذاب سے نکل جاؤں؟ میں مزید چل نہیں سکتا۔ اسلیئے کہ تو میرے ساتھ کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔'' میں اپنی چھوٹی سی، پرانی اور گندی چارپائی پر گیا اور رونا شروع کر دیا۔

(267) اور میں شاید سو گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ میں سو گیا تھا یا پھر میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔

(268) میں ہمیشہ مغرب کی طرف متوجہ تھا۔ اور ہمیشہ اُن لوگوں کی طرح ہیٹ لینا چاہتا تھا۔ میرے والد نے اپنی جوانی میں گھوڑوں کے منہ پھرا دیئے تھے۔ اور میں ہمیشہ وہی ہیٹ لینا چاہتا تھا۔

اور کل بھائی ڈیماس کا (جو کبھی میرے پاس تھا) اِسطرح کا ہیٹ تھا، جو مغربی طرز کے لوگوں کی طرح کا تھا۔

(269) اور میرا خیال ہے کہ میں کسی گھاس کے میدان میں سے گزرتا ہوا، یہ گیت گا رہا تھا، ''ایک ویگن کا پہیہ ٹوٹ گیا، اور اُس پر لکھا ہوا تھا، 'برائے فروخت۔'' اور جب میں آگے جا رہا تھا، میں نے ایک پرانی سی چھت والی ویگن دیکھی، جو پرانی گھاس کے میدان والی گاڑی دکھائی دیتی تھی، اور اُسکا پہیہ ٹوٹا ہوا تھا۔ بلاشبہ، یہ میرے ٹوٹے ہوئے خاندان کی علامت تھی۔ اور جب میں قریب پہنچا، تو میں نے دیکھا، کہ وہاں ایک۔ایک بہت ہی خوبصورت، نوجوان لڑکی کھڑی تھی، جسکی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی، اُس کے بال سفید اور آنکھیں نیلی، اور وہ سفید پوشاک میں ملبوس تھی۔

میں نے اُس لڑکی کی طرف دیکھ کر، پوچھا،

''آپ کے مزاج کیسے ہیں؟''

میں آگے ہی چلتا رہا۔

اُس لڑکی نے کہا، ''ہیلو، ڈیڈ۔''

(270) میں رُک گیا، اور میں نے کہا، ''کیا ڈیڈ؟'' کیوں،'' میں نے کہا، ''کون ہو، مس صاحبہ، کیسے...... میں آپ کا ڈیڈ ہو سکتا ہوں جبکہ میری اور آپ کی عمر برابر ہے؟''

(271) اُس لڑکی نے کہا، ''ڈیڈی، آپ کو بالکل معلوم نہیں ہے کہ آپ اِس وقت کہاں ہیں۔''

اور میں نے کہا، ''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

(272) اُس لڑکی نے کہا، ''یہ بہشت ہے۔'' اُس نے بتایا، ''زمین پر میں آپ کی چھوٹی سی بیٹی شارون تھی۔'' ''ایسا کیوں ہے،'' میں نے کہا، ''پیاری بیٹی، اُس وقت تم بہت چھوٹی سی بچی تھی۔''

(273) اُس نے کہا، ''ڈیڈی، ننھے بچے یہاں ننھے بچے نہیں رہتے، وہ غیر فانی ہوتے ہیں۔ نہ وہ اُس سے بڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی کبھی بوڑھے ہوتے ہیں۔''

(274) میں نے کہا، ''ٹھیک ہے، شارون، میری پیاری بیٹی، تم۔تم تو کتنی خوبصورت، جوان عورت بن گئی ہو۔''

اُس نے کہا، ''ماما آپ کا انتظار کر رہی ہے۔''

اور میں نے کہا، ''کہاں پر؟''

اُس نے کہا، ''اُوپر آپ کے نئے گھر میں۔''

(275) میں نے کہا، ''کیسا نیا گھر؟'' برنہم تو خانہ بدوش ہوتے ہیں، اور اِن کے گھر وغیرہ نہیں ہوتے، وہ صرف...... میں نے کہا، ''خیر، میری پیاری بیٹی میرا تو کبھی کوئی گھر ہی نہ تھا۔''

(276) اُس نے کہا، ''لیکن ڈیڈی، یہاں آپ کو گھر مل گیا ہے۔'' میں بچہ بننا نہیں چاہتا، لیکن یہ بات میرے لیے ایک حقیقت ہے۔ [بھائی برنہم رو پڑتے ہیں-ایڈیٹر۔] جیسے ہی میں اِس پر سوچنا شروع کرتا ہوں، تو یہ سب کچھ واپس آ جاتا ہے۔

اُس نے کہا، ''ڈیڈی، آپ کو یہاں گھر مل گیا ہے۔''

میں جانتا ہوں کہ وہاں میرے لیے گھر تیار ہے، کسی روز میں اُس میں پہنچوں گا۔

اُس نے کہا، ''میرا بھائی، بلی پال کہاں ہے؟''

(277) میں نے کہا، ''بہتر ہے، میں نے چند منٹ پہلے اُسے مسز۔ بروئے کے پاس چھوڑا تھا۔'' اُس نے کہا، ''والدہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔''

(278) میں نے مڑ کر نگاہ کی، تو وہاں بہت بڑے محل تھے، اور خدا کا جلال اُن کے چوگرد جلوہ گر تھا۔ اور میں نے فرشتوں کی سی ایک جماعت کو یہ گیت گاتے سنا، ''میرا گھر، پیارا گھر۔'' اور میں لمبے لمبے قدم اُٹھاتے، اور پورے زور سے دوڑنے لگا۔ اور جب میں دروازے پر پہنچا، تو ہوپ، سفید پوشاک پہنے وہاں کھڑی تھی، اور سیاہ، لمبے بال، اُس کی پشت پر لٹک رہے تھے۔ ہوپ نے اپنے بازو اُٹھائے، جب میں تھکا ہارا کام سے واپس آتا تھا تو وہ ہمیشہ اِسی طرح کیا کرتی تھی۔ میں نے اُس کے ہاتھ تھام لیے، اور کہا، ''پیاری، میں نے شارون کو اِدھر دیکھا ہے۔'' میں نے کہا، ''وہ بڑی خوبصورت لڑکی بن گئی ہے، کیا ایسا ہی نہیں؟''

(279) ہوپ نے کہا، ''ہاں، بلِ۔'' اُس نے کہا، ''بلِ''۔ ہوپ نے اپنے بازو پھیلا کر، (اور اُس نے کہا تھا) میرے کندھے تھام لیے، اور مجھے تھپکتے ہوئے، اُس نے کہا، ''تم میرے اور شارون کے متعلق فکرمند ہونا چھوڑ دو۔''

میں نے کہا، ''پیاری، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میرے بس میں نہیں ہے۔''

(280) ہوپ نے کہا، ''اب شارون اور میں تمہاری نسبت زیادہ بہتر ہیں۔'' اور اُس نے کہا، ''مزید ہمارے متعلق فکرمند ہونا چھوڑ دو۔ کیا تم مجھ سے یہ وعدہ کرو گے؟''

(281) میں نے کہا، ''ہوپ،'' میں نے کہا، ''میں تمہارے اور شارون کے بغیر خود کو تنہا محسوس کرتا رہا ہوں، اور بلی ہر وقت تمہارے لیے روتا رہتا ہے۔'' میں نے کہا، ''مجھے نہیں معلوم کہ میں اُس کے ساتھ کیا کروں۔''

(282) ہوپ نے کہا، ''بل، یہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' اُس نے کہا، ''تم صرف مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ہماری مزید فکر نہیں کرو گے۔'' اور اُس نے کہا، ''کیا آپ بیٹھیں گے نہیں؟'' میں نے اردِگردِ نظر دوڑائی تو وہاں ایک بڑی سی کرُسی موجود تھی۔

(283) مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک کرسی خریدنے کی کوشش کی تھی۔ اب، اختتام کی طرف آ رہا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے کرسی خریدنے کی کوشش کی تھی۔ ہمارے پاس وہ پرانی - پرانی لکڑی کے پیندے والی کرسیاں کھانے کی سیٹ کے طور پر تھیں۔ ہمارے پاس بس وہی کرسیاں تھیں، جنھیں ہم استعمال کرتے تھے۔ اور ہمیں وہ کرسیاں خریدنی تھیں جن کیساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں، جیسے کہ ...... میں نام بھول گیا ہوں کہ آرام کرنے والی کرسی کو کیا کہتے ہیں۔ اُس کی قیمت سترہ ڈالر تھی، جس کی پیش ادائیگی تین ڈالر تھی اور پھر ایک ڈالر فی ہفتہ جمع کرانا ہوتا تھا۔ ہم نے ایک کرسی لے ہی لی۔ اور، اوہ، اور پھر جب کام سے...... فارغ ہو کر، اور آدھی رات تک بازاروں میں اور جہاں جہاں ممکن ہوتا منادی کر کے واپس آتا تھا۔

(284) اور - اور ایک دن مجھ سے رقم ادا نہ ہو سکی۔ اور کئی دن گزر گئے، اور ہم سے بندوبست نہ ہو سکا، آخر کار وہ ایک دن آئے اور کرسی اُٹھا کر لے گئے۔ وہ رات، مجھے کبھی نہیں بھولیگی، ہوپ نے میرے لیے چیری کی کچوریاں تلی ہوئی تھیں، ہوپ بچاری، وہ - وہ - وہ جانتی تھی کہ مجھے بے حد مایوسی کا احساس ہوا تھا۔ اور رات کے کھانے کے بعد میں نے کہا، ''پیاری، آج رات کے بارے میں تم کیسا محسوس کر رہی ہو؟''

(285) اور اُس نے، ''کہا، میں نے ہمسایوں کے لڑکوں سے کہا تھا، کہ تمہارے لیے مچھلیوں کے شکار کیلیئے کیچوے نکال لائیں۔ کیا تم پسند نہیں کرو گے کہ ہم تھوڑی دیر دریا پر چل کر مچھلیاں پکڑیں؟'' میں نے کہا، ''ہاں ٹھیک ہے، مگر......''

(286) اور ہوپ نے رونا شروع کر دیا۔ میں جانتا تھا کہ کچھ گڑ بڑ ہے۔ مجھے پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا کیونکہ اُنھوں نے پہلے ایک نوٹس بھیجا تھا کہ وہ کرسی لے جائیں گے۔ کیونکہ ہم ہفتہ وار ایک

ڈالر جمع نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی، ہم ادا کر سکے تھے......ہم سے یہ خرچ پورا نہیں ہوسکا تھا۔ اُس نے مجھے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لے لیا، اور جب میں دروازے پر پہنچا تو میری کرسی جا چکی تھی۔ وہاں پر اُس نے یاد دلاتے ہوئے، مجھے کہا، ''بل، کیا تمہیں وہ کرسی یاد ہے؟'' میں نے کہا، ''ہاں، پیاری، مجھے بالکل یاد ہے۔'' اُس نے کہا، ''تم جو کچھ سوچتے تھے، کیا وہ یہی کچھ نہ تھا؟'' ''میں نے کہا ہاں۔''

(287) اُس نے کہا، ''خیر، وہ اِس کرسی کو نہ لے جا سکیں گے، اِس کی قیمت ادا ہو چکی ہے۔''

اُس نے کہا، ''تھوڑی دیر بیٹھ جایئے، میں آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''

اور میں نے کہا، ''پیاری، یہ سب کچھ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔''

(288) اور اُس نے کہا، ''مجھ سے وعدہ کرو، بل، مجھ سے وعدہ کرو کہ تم آئندہ فکرمند نہیں ہو گے۔ اب تم واپس جا رہے ہو۔''

اور پھر کہا، ''وعدہ کریں کہ آپ مزید فکرمند نہیں ہونگے۔''

اور میں نے کہا، ''ہوپ، یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔''

(289) اور پھر میں ہوش میں آ گیا، اور کمرے میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی، میں نے اِدر گرِد دیکھا، اور میں نے اُس کے بازوؤں کا لمس محسوس کیا۔

میں نے کہا، ''ہوپ، کیا تم کمرے میں موجود ہو؟''

(290) اُس نے مجھے تھپکنا شروع کر دیا۔ اُس نے کہا، ''بل، کیا تم مجھ سے وعدہ کر رہے ہو؟ وعدہ کرو کہ تم......فکرمند نہیں ہو گے۔''

میں نے کہا، ''میں وعدہ کرتا ہوں۔''

(291) اور پھر مجھے تھپکیاں دے کر، غائب ہوگئی۔ میں اُوچھل کر کھڑا ہو گیا اور بتی جلائی، ہر طرف دیکھا، لیکن وہ جا چکی تھی۔ لیکن وہ صرف کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔ وہ مُردہ نہیں ہے، بلکہ وہ اب بھی زندہ ہے۔ وہ ایک مسیحی خاتون تھی۔

(292) کچھ عرصہ بعد، میں اور بلی ایسٹر کی صبح، اُسکی ماں اور بہن کیلئے پھول چڑھانے قبرستان گئے، اور ہم رُک گئے۔ معصوم بچے نے رونا شروع کر دیا، اور اُس نے کہا، ''ڈیڈی، میری ممی یہاں پر ہیں۔''

(293) میں نے کہا، ''نہیں، میرے پیارے بیٹے۔ نہیں، تمہاری ماں یہاں نہیں ہے۔ نہ تمہاری

بہن یہاں ہے۔ ہمارے پاس یہاں ڈھکی ہوئی قبر ہے، لیکن دُور سمندر پار ایک کھلی ہوئی قبر ہے جس میں سے یسوع جی اُٹھا۔ اور کسی روز یسوع آئے گا، اور تمہاری بہن اور ماما کو ساتھ لائے گا۔"

(294) دوستو، آج میں میدانِ جنگ میں ہوں۔ میں۔ میں اب کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں......

[بھائی برنہم رو پڑتے ہیں۔ ایڈیٹر۔] خدا آپکو برکت دے۔

آئیں ہم اپنے سروں کو کچھ دیر کیلئے جھکائیں۔

(295) اے خداوند، مجھے یقین ہے خداوند، کہ بہت دفعہ لوگ سمجھ نہیں پاتے، جب وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ چیزیں آسانی سے آجاتی ہیں۔ لیکن ایک عظیم دن آرہا ہے جب یسوع آئے گا یہ تمام دُکھ درد دُور ہو جائیں گے۔ آسمانی باپ، میں دُعا کرتا ہوں، کہ تو ہماری مدد فرما کہ تیار ہو سکیں۔

(296) اُس صبح میں نے ہوپ کو چھو کر، میں نے اُس کے ساتھ یہی آخری وعدہ کیا تھا، کہ اُس عظیم روز میں اُس سے ملونگا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اُس ستون کے قریب کھڑی، میرا نام پکار رہی ہوگی۔ میں نے وعدہ کو نبھانے کی اب تک پوری کوشش کی ہے، خداوند، پوری دنیا میں، تمام قسم کے مقامات پر، میں نے انجیل کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ بڑھاپے، اور تھکاوٹ نے، اب میرے حوصلہ کو پست کر دیا ہے۔ اب کسی روز میں بائبل کو آخری بار بند کرونگا۔

اور، میرے خدا، مجھے اِس وعدہ پر قائم رکھ۔ خداوند، تیرا فضل میرے چوگرد موجود رہے۔ میں اِس زندگی کی چیزوں کو نہ دیکھوں، بلکہ آنے والی چیزوں کی خاطر زندہ رہوں۔ دیانتدار رہنے میں میری مدد کر۔ جب میرے مسیح نے دُکھ اُٹھا کر جان دی تھی، تو، خداوند، میں آسانی سے آرام کیلئے پھولوں کی مسہری نہیں پا سکتا۔ کیونکہ باقی مقدس لوگوں نے بھی اِسی طرح جان دی تھی۔ میں کسی طرح کی آرام کی چیز نہیں مانگ رہا۔ خداوند، مجھے پوری طرح دیانتدار، اور وفادار بنا۔

بخش دے کہ لوگ مجھ سے محبت کریں تا کہ میں تیری طرف اُنکی رہنمائی کر سکوں۔ اور جب ایک دن یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور ہم سدابہار درختوں کے نیچے اکٹھے ہوں گے، تو میں ہوپ کا ہاتھ پکڑ کر، اینجلس ٹیمپل کے لوگ اور تمام دوسری چیزیں دکھانے کیلئے لے جانا چاہتا ہوں۔ تب یہ ایک بڑا عظیم وقت ہوگا۔

(297) میں دُعا کرتا ہوں کہ تیری رحمتیں ہم سب پر ٹھہری ہیں۔ اور جو یہاں ہیں، خداوند، شاید وہ تجھ سے کبھی واقف بھی نہ ہوئے ہوں۔ اور شاید کسی کا عزیز سمندر پار وہاں ہو۔ اگر اُنہوں نے اب

تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا، تو خداوند، بخش دے کہ وہ اب ایسا کریں۔

(298) جبکہ ہم اپنے سروں کو جھکاتے ہیں، تو آج سہ پہر اِس اتنے بڑے ساعت خانہ میں، کتنے لوگ ہیں جو کہیں گے ''بھائی برینہم، میں بھی، اپنے عزیزوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ میرے- میرے- میرے کچھ عزیز دریا کے پار موجود ہیں''؟ شاید آپ نے وعدہ کیا کہ آپ اُن سے ملیں گے، شاید اُس روز جب آپ نے اپنی ماں کو قبر پر ''خدا حافظ'' کہا تھا، یا شاید اپنی چھوٹی کو ''خدا حافظ کہا تھا،'' یا اپنے والد، یا کسی اور کو کہا تھا، آپ نے اُن سے ملنے کا وعدہ کیا ہو، اور ابھی تک آپ- آپ نے اِس کی تیاری نہ کی ہو۔ کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ اب اِس تیاری کیلئے بہترین موقع ہے؟

(299) میں اپنے رو پڑنے پر معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن، اوہ، میرے، عزیزو، آپ ایسا محسوس نہیں کرتے۔ آپ نہیں جانتے کہ قربانی کیا- کیا ہے! یہ تو زندگی کی کہانی کا، مشکل سے، ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔

(300) آپ میں سے کتنے ہیں جو اُٹھیں گے اور دُعا کیلئے یہاں آ کر، کہیں گے، ''میں اپنے پیاروں سے ملنا چاہتا ہوں''؟ سامعین میں سے اُٹھ کر یہاں آیئے۔ کیا آپ ایسا کرینگے؟ اگر کسی نے اب تک یہ تیاری نہیں کی۔ جناب، خدا آپکو برکت دے۔ میں ایک عمر رسیدہ سیاہ فام شخص کو باہر آتے دیکھ رہا ہوں، اور لوگ بھی آ رہے ہیں۔ جو لوگ بالکونیوں میں بیٹھے ہیں، اپنی جگہوں سے ہلیں، اور نشستوں کے درمیانی راستے میں آ جائیں۔ یا جو اب چاہتے ہیں کہ اُن کو دُعا میں رکھا جائے، اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ یہ بات ہے۔ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں۔ یہ اچھا ہے۔ ہر طرف سے، کھڑے ہو جائیں، جو یہ کہنا چاہیں گے، ''میرے والد وہاں پر ہیں، میری والدہ یا کوئی اور پیارا وہاں پر موجود ہے۔ میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔'' کیا آپ اُٹھیں گے، آپ سامعین کے درمیان جہاں بھی ہیں، صرف اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں۔ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر، کہیں، ''میں قبول کرنا چاہتا ہوں۔''

(301) خاتون، خدا آپ کو برکت دے۔ خدا پیچھے کھڑے ہوئے شخص کو برکت دے۔ جناب، خداوند اُوپر بالکونی میں کھڑے ہوئے شخص کو برکت دے۔ جناب، خداوند آپکو جو وہاں پر ہیں برکت دے۔ یہ درست بات ہے۔ جو بالکونی میں ہیں، خداوند اُن کو برکت دے۔ دُعا کے لفظ ادا کرنے کیلئے، چاروں طرف، اب آپ جہاں بھی ہیں کھڑے ہو جائیں، جبکہ رُوح اُلقدس یہاں موجود ہے

اور ہمارے دلوں کو شکستہ کرنے کیلئے ،اُن پر- پر- پر جنبش کر رہا ہے۔

(302) آپ جانتے ہیں ، اب کلیسیاء کے دلوں کو ٹوٹنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں کمہار کے گھر جانے کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ ہمارا خودساختہ سرد مہر علم الٰہیات کبھی کام نہیں دیتا۔ ہمیں پرانے طریقہ پر دلوں پر چوٹ کھانے ، دل سے توبہ کرنے ،اور پختگی سے خدا کی طرف مائل ہونے کی ضرورت ہے۔

کیا سب لوگ کھڑے ہونے کیلئے تیار ہیں؟

تو آیئے پھر ہم اپنے سروں کو دُعا کیلئے جھکائیں۔

(303) اے خداوند، تو جس نے یسُوع کو...... مُردوں میں سے زندہ کر دیا، تاکہ ہمیں ایمان لانے سے، راستباز ٹھہرائے ۔خداوند، میں دُعا کرتا ہوں ، کہ جتنے لوگ اِس وقت تجھے قبول کرنے کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ہیں، میں دُعا کرتا ہوں کہ اِن کو معافی مل جائے ۔اور، اے خداوند، میں دُعا کرتا ہوں کہ یہ لوگ تجھے اپنا نجات دہندہ بادشاہ اور محبوب قبول کریں ، اور شاید کسی کا والد یا والدہ یا کوئی اور دریا کے پار موجود ہو۔ ایک بات جو یقینی ہے، کہ اب اِن لوگوں نے ایک نجات دہندہ پایا ہے۔ تاکہ اِن کے گناہ معاف کیے جائیں ، اور اِن کی نافرمانی اور خطا اُتر جائے ، اور اِن کی روحیں برے کے خون سے دُھل جائیں ،اور آج سے لیکر یہ لوگ سلامتی میں زندگی بسر کریں۔

(304) اور کسی جلالی دن جب یہ سب کچھ ختم ہو جائیگا، بخش دے کہ ہم تیرے گھر میں جمع ہوں، اور غیر پراگندہ خاندانوں کی صورت میں ، اپنے عزیزوں سے ملیں جو دوسری طرف انتظار کر رہے ہیں۔اِس، بات کے ساتھ اِنھیں تیرے سپرد کرتے ہیں،'' کہ جس کا دل خدا کے ساتھ ٹھہر چکا ہے تو اُسے کامل سلامتی میں رکھے گا۔''

خداوند، یہ بخش دے،ہم اِنھیں تجھے سونپتے ہیں۔

اور تیرے بیٹے ،خداوند یسُوع کے نام میں تیرے ہی سپرد کرتے ہیں۔آمین۔

(305) خدا آپکو برکت دے۔ مجھے یقین ہے کہ کارکنوں نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں،اور وہ چند منٹوں میں آپ کے پاس پہنچ جائینگے۔

(306) اور اب وہ لوگ جنہوں نے دُعائیہ کارڈ لینے ہیں۔

بلی، جین اور لیو کہاں ہیں، کیا وہ پیچھے موجود ہیں؟ وہ یہاں موجود ہیں کہ چند منٹوں میں دُعائیہ کارڈ تقسیم کردیں۔ بھائی دُعا کے ساتھ لوگوں کو رخصت کرینگے، اور دُعائیہ کارڈ بانٹے جائینگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد، بیماروں کیلئے دُعا کرینگے۔ ٹھیک ہے، بھائی۔

بھائی برینہم

میری سوانحِ حیات یہ پیغام اتوار سہ پہر، 19 اپریل، 1959 ، اینجلس ٹیمپل لاس اینجلس، کیلیفورنیا، یو۔ایس۔اے۔ میں دیا گیا، پیغام نمبر 59-0419A، جو کہ دو گھنٹوں پر مشتمل ہے۔

فرشتہ کیونکر میرے پاس آیا، اور اُس کا اختیار پیر کی شام، 17 جنوری، 1955 ، لین ٹیک ہائی اسکول شکاگو، ایلینائس، یو۔ایس۔اے۔ میں دیا گیا، پیغام نمبر 55-0117، جو کہ ایک گھنٹہ اور بتیس منٹوں پر مشتمل ہے۔

یہ پیغامات برادر ولیم میریئن برینہم کی جانب سے بنیادی طور پر انگلش میں دیئے گئے، جو کہ ٹیپ ریکارڈنگ سے لیے گئے اور بلا اِختصار انگلش میں چھاپے گئے تھے۔ یہ اُردو ترجمہ وائس آف گاڈ ریکارڈنگز کی جانب سے شائع اور تقسیم کیا گیا۔

URDU

©2013 VGR, ALL RIGHTS RESERVED

وائس آف گاڈ ریکارڈنگز، پاکستان آفس

E/227 ڈیفنس ویو، فیز II، کراچی 75500، پاکستان

فون: 0092-21-35891078

VOICE OF GOD RECORDINGS
P.O.Box 950, JEFFERSONVILLE, INDIANA 47131 U.S.A.
www.branham.org

حقِ اشاعت کی اطلاع

تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب ذاتی استعمال کیلئے گھر میں پرنٹر کے ذریعے چھاپی جاسکتی ہے، اور بلا قیمت تقسیم کی جاسکتی ہے، جو کہ یسُوع مسیح کی خوشخبری پھیلانے کا ایک وسیلہ ہے۔ اِس کتاب کو نہ ہی بیچا جاسکتا ہے، نہ ہی بڑے پیمانے پر دوبارہ چھاپا جاسکتا ہے، نہ ہی کسی ویب سائٹ پر لگایا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اِسے کسی تلافی کے نظام میں ڈالا جاسکتا ہے، نہ ہی دوسری زبانوں میں اِس کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی بغیر وائس آف گاڈ ریکارڈنگز کی جانب سے واضح تحریری اجازت نامہ کے علاوہ کسی فنڈ وغیرہ کا اصرار کیا جاسکتا ہے۔

برائے مہربانی، مزید معلومات کیلئے یا دیگر دستیاب مواد کیلئے رابطہ کریں:

VOICE OF GOD RECORDINGS
P.O.Box 950, JEFFERSONVILLE, INDIANA 47131 U.S.A.
www.branham.org